ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد ۱۱ | جمعۃ المبارک ۱۶؍جولائی ۲۰۰۴ء | ۲۷؍جمادی الاوّل ۱۴۲۵ ہجری قمری ۱۶؍ وفا ۱۳۸۳ ہجری شمسی | شمارہ ۲۹

ایمان کامل

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

’’مومنوں میں سے ایمان کے لحاظ سے کامل ترین وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور تم میں سے خلق کے لحاظ سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں سے بہترین سلوک کرتا ہے‘‘۔

(ترمذی کتاب النکاح باب حق المرأۃ علی زوجھا)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

سچا رعب اور حقیقی عظمت ان لوگوں کو عطا کی جاتی ہے جو اوّل خدا کے واسطے اپنے اوپر ایک موت وارد کر لیتے ہیں۔

ترقی ہو رہی ہے۔قبولیت دلوں میں پیدا ہوتی جاتی ہے اور دنیا کے کناروں تک اب یہ سلسلہ پہنچ چلا ہے

’’خدا تعالیٰ جب بندے سے خوش ہو جاتا ہے تو وہ اپنے بندے کو خود عظمت اور رعب عطا کر دیتا ہے کیونکہ حق کے ساتھ ایک عظمت اور رعب ہوتا ہے۔دیکھو ابوجہل وغیرہ جو اس وقت مکّہ میں بڑے آدمی بنے ہوئے تھے اصل میں ان کا سارا تکبّر اور دبدبہ جھوٹا تھا۔ان کی عظمت فانی تھی چنانچہ نتیجہ میں دیکھ لو ان کی عظمت و شوکت کہاں گئی۔

اصل بات یہ ہے کہ سچا رعب اور حقیقی عظمت ان لوگوں کو عطا کی جاتی ہے جو اوّل خدا کے واسطے اپنے اوپر ایک موت وارد کر لیتے ہیں اور اپنی عظمت اور جلال کو خاکساری سے، انکساری سے، تواضع سے تبدیل کر دیتے ہیں۔تب چونکہ انہوں نے خدا کے لئے اپنا سب کچھ خرچ کیا ہوتا ہے خدا خود ان کو اٹھاتا ہے اور قدرت نمائی سے ان کو نوازتا ہے۔دیکھو تو بھلا اگر حضرت ابوبکرؓ اور عمرؓ بھی اپنی پہلی خاندانی بزرگی اور عظمت ہی کو دل میں جگہ دیئے رہتے اور خدا کے لئے وہ اپنا سب کچھ نہ کھو بیٹھتے تو کیا تھے۔زیادہ سے زیادہ مکّہ کے کھڑپنچ بن جاتے مگر نہیں خدا تعالیٰ نے ان کے دلوں کے اندرونہ حالات کو خلوص سے بھرا پایا اور انہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی کسی بزرگی اور عظمت و سطوت کی پرواہ نہ کی بلکہ سب کچھ نثار کر دیا اور خدا تعالیٰ کے لئے فروتن، متواضع اور خاکسار ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو کیسا نوازا، کیسی عظمت اور جبروت عطا کی۔بھلا جو کچھ خدا نے ان کو دیا اس کا وہم بھی کبھی کسی عرب کے دل میں اس وقت آسکتا تھا؟ ہرگز نہیں۔پس سچی عظمت اور سچا رعب یہی تھا نہ کہ ابوجہل وغیرہ کا۔اور یہ سچی باتیں انہی کو دی جاتی ہیں جو پہلے اپنے اوپر خدا کے لئے ایک موت وارد کر لیتے ہیں۔

بات دراصل یہ ہے کہ صبر سے کام لینا چاہئے۔ترقی ہو رہی ہے۔قبولیت دلوں میں پیدا ہوتی جاتی ہے اور دنیا کے کناروں تک اب یہ سلسلہ پہنچ چلا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 10صفحہ 159)

صرف احمدی کہلانا ہی کافی نہیں جب تک عمل ساتھ نہ ہو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’احمدیت میں داخل ہونے والوں کو معلوم ہونا چاہئے صرف احمدی کہلانا ہی کافی نہیں جب تک عمل ساتھ نہ ہو۔صرف نام رکھ لینے کی ایسی ہی مثال ہے کہ نام تو ایک شخص عبدالرحمٰن کہلاتا ہے مگر عملی حالت میں نہایت گندہ ہے اور ساری عمر بدکرداریوں میں گزار دیتا ہے۔یہ شخص حقیقت میں عبدالرحمٰن نہیں بلکہ اگر اسے عبدُالشَّیْطان کہا جائے تو بجا ہوگا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ضلع شاہ پور کی ایک عورت کا واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ اس نے اپنے لڑکے کا نام خان بہادر رکھا اور کسی سے دریافت کرنے پر کہا ہمارے رشتہ دار اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے خان بہادر کا لقب پاتے ہیں۔مَیں غریب عورت تھی اتنی تعلیم دلوانے کی مجھ میں طاقت نہ تھی اس لئے مَیں نے اپنے لڑکے کا نام خان بہادر رکھ دیا۔اگر دوسرے خطاب یافتہ ہو کر خان بہادر کہلائیں گے تو اس کا نام ہی خان بہادر ہوگا۔لوگ اسے بھی خان بہادر ہی کہہ کر پکاریں گے۔

پس جب تک انسان کے اندر قوت عملیہ پیدا نہ ہو اس وقت تک صرف مسلمان کہلانے سے فائدہ نہیں ہوسکتا۔

(خطبات محمود جلد ۱۲ صفحہ ۱۴۹)

فرمودات خلفاء

ایک ہادی کے ضروری اوصاف

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں

’’اللہ تعالیٰ نے ایک ہادی کی ضرورت اور پھر اس میں جو ضروری اوصاف ہونے چاہئیں۔پھر ان اوصاف کا اعلیٰ و اکمل و اتم طور پر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات میں پایا جانا جس دل آویز و دلنشین پیرائے میں بیان کیا ہے وہ قرآن مجید کے ان اعجازی خواص سے ہے جو بالخصوص اسی کتاب حکیم میں پائے جاتے ہیں۔پہلے تو وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی فرما کر جسمانی انتظام سے روحانی نظام کی طرف متوجہ کیا۔النّجم کے سمت الرّاس سے نیچے ہونے کی وجہ سے مغرب، مشرق، جنوب، شمال کے راستوں کا علم ہوتا ہے۔جب جسمانی بہتری و بہبودی کے لئے یہ انتظام ہے تو روحانی دنیا میں صراط مستقیم کی ہدایت کے واسطے کسی النجم کی ضرورت کیوں نہ ہو۔اس کے بعد فرمایا کہ تین وصف اس راہنما میں ہونے ضروری ہیں۔ایک تو وہ خود واقف کار ہو۔اسے نیکی و بدی نافع و ضار کا علم ہو۔دوم وہ اجنبی نہ ہو۔اس ملک کے رسم و رواج، مذاق، عادات، حالات سے آگاہ ہو اور اس ملک کے باشندے بھی اس کے کیریکٹر، علم، قابلیت کو خوب جانتے ہوں تا کہ نہ وہ دھوکہ کھائے، نہ اس کے بارے میں احتمال ہو کہ یہ ہمیں دھوکہ دے گا۔سوم عالم باعمل ہو۔اپنے علم کو اپنی اور اپنے بھائی بندوں کی اصلاح میں خرچ کرنے والا ہو، نہ یہ کہ وہ اپنے علم سے مفاسد و شرارت کو بڑھانے والا ہو۔

یہ اوصاف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ میں اعلیٰ درجے کے انتہائی کمال کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔آپ کا علم ایسا کہ شدید القویٰ نے آپؐ کو سکھایا۔﴿وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی﴾ کا خطاب پاکر ﴿یُعَلِّمُھُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ﴾(الجمعہ:۳) آپ کی شان میں آیا ۔ پھر جو کچھ آپ نے فرمایا۔وہ ھَوٰی نہیں تھا بلکہ ﴿وَحْیٌ یُّوْحٰی﴾ تھا۔اس لئے آپ پر ﴿مَا ضَلَّ﴾ خوب صادق آتا ہے۔اور اجنبی نہیں ۔اس کے لئے ﴿صَاحِبُکُمْ﴾ فرمایا۔عرب کے عمائد و اہل الرائے آپ کے مکارم اخلاق کے مُقّر تھے۔آپ نے اپنے اعلیٰ کیریکٹر کا دعویٰ بڑی تحدّی سے پیش کیا اور فرمایا۔﴿فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِہٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾(یونس:۱۷) امین کا لقب تو آپؐ پا ہی چکے تھے اور یہ کہ آپؐ اپنے علم سے لوگوں کو سیدھی راہ پر چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔واقعات اس کی تصدیق کر رہے تھے۔وہ لوگ جو زنا، شراب، جوآ بازی ایسے بدترین گناہوں کو اپنی مجالس میں بڑے فخر کے ساتھ ذکر کرتے تھے وہ اپنے کئے پر نادم ہوئے اور شراب کے پانچ بلکہ آٹھ وقتوں کی بجائے اتنے وقتوں کی نمازیں پڑھنے لگے۔‘‘ (حقائق الفرقان۔ جلد چہارم صفحہ ۲۶)

اداریہ

ایک بھیانک غلطی ۔ ایک ضروری اصلاح

ایک مشہور تجربہ کار پرانے صحافی نے روزنامہ جنگ میں اپنے کالم ’’سویرے سویرے‘‘ میں پاکستان کے مسائل ومشکلات کا تجزیہ کرتے ہوئے لکھا ہے: ’’......اگر آپ قائداعظم اور ان کے ساتھیوں کو دیکھیں تو ان میں ایک بھی مذہبی لیڈر نظر نہیں آتا۔ مسلم لیگ کا کوئی عہدیدار مذہبی سیاست کے بل بوتے پر آگے نہیں آیا تھا۔ ملک کی پہلی کابینہ جس کی منظوری خود قائداعظم نے دی تھی اس میں کوئی مذہبی سیاستدان موجود نہیں تھا۔ تمام صوبائی گورنر اور وزرائے اعلیٰ موڈریٹ اور لبرل تھے اور ایک عرصے تک عملی اعتبار سے پاکستان کی حکومت سیکولر بنیادوں پر کام کرتی رہی یعنی حکومت مذہبی امور میں مداخلت نہیں کرتی تھی اور نہ ہی اس نے کبھی شہریوں کے درمیان مذہب کی بنیاد پر کوئی امتیاز برتا تھا۔ آئین میں بھی اسکی کوئی گنجائش نہیں تھی اور قوانین میں بھی۔ ہر شہری اپنی اہلیت کے مطابق سرکاری منصب حاصل کرنے کا حقدار تھا اور یہ حق اسے ملا بھی کرتا تھا۔‘‘

اپنے اس مبنی بر حقیقت تجزیہ کو آگے بڑھاتے ہوئے وہ تحریر کرتے ہیں: ’’یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ مسلم لیگ کی قیادت جس نے پورے برصغیر کے مذہبی سیاستدانوں کی مخالفت کے باوجود پاکستان حاصل کیا آخر کیونکر اس نے خود ہی انہیں امور مملکت میں مداخلت کی دعوت دی؟ اب اس راز سے پردے اٹھ چکے ہیں کہ قرارداد مقاصد کا معاملہ مسلم لیگی حکومت کے ایماء پر اٹھایا گیا تھا......اور جب مذہبی سیاستدانوں نے یہ دیکھا کہ غیر نمائندہ اور کمزور حکمران ان کے محتاج ہیں تو انہوں نے مذہبی سیاست کا ہتھیار پوری قوت سے استعمال کرنے کا فیصلہ کیا جس میں وہ یقیناً کامیاب رہے۔‘‘

اس اقتباس میں مذہبی سیاست دان کی اصلاح اور ان کی کامیابی کا ادّعا قابل غور ہے۔ علماء اور مولوی صاحبان جب موجودہ سیاست جو دھوکے، فریب، جھوٹ اور غلط بیانیوں سے بری طرح ملوث ہے، میں مصروف ہو جائیں تو انہیں مذہبی سیاست دان ہی کہنا چاہئے کہ وہ اپنے مذہب کو سیاسی مفاد کے لئے استعمال کر رہے ہیں اور ان کے سامنے مذہب کی خدمت کا مقصد نہیں ہوتا بلکہ مذہب کو سیاسی مفاد اور مطلب برآری کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ مذہبی سیاست دانوں کی کامیابی کا بھی یقیناً یہی مطلب ہوسکتا ہے کہ پاکستان کی ترقی اور بہتری کے لئے تو نہ انہوں نے کوئی کوشش کی اور نہ ہی یہ ان کے مقاصد میں شامل تھا۔ بلکہ وہ تو سرے سے قیام پاکستان کے ہی مخالف تھے اور اپنے اس موقف پر کسی ندامت کے اظہار کی انہوں نے کبھی ضرورت نہیں سمجھی۔ بلکہ ان کا یہ موقف بھی ریکارڈ پر ہے کہ ہم پاکستان بنانے کی غلطی میں شامل نہیں تھے۔ لہٰذا مذہبی سیاستدانوں کی کامیابی یہی ہوسکتی ہے کہ اپنے مفادات کے حصول میں وہ کامیاب رہے۔ قطع نظر اس کے کہ پاکستان اقتصادی، معاشی بلکہ سیاسی لحاظ سے بھی دن بدن کمزور ہوتا چلا گیا اس کی عام شہرت اس قسم کی ہوگئی کہ پاکستانی پاسپورٹ دنیا کی ہر ایئر پورٹ پر شک وشبے کی نظر سے دیکھا جانے لگا۔ دنیا کے بہت سے ممالک میں پاکستانی پاسپورٹ پر ویزا جاری کرنے کے لئے معمول سے زیادہ پابندیاں عائد ہوگئی ہیں۔

مذکورہ کالم کا مندرجہ ذیل تجزیہ بھی قابل توجہ ہے:

’’ذوالفقار علی بھٹو مذہبی سیاستدانوں کو شکست دے کر اقتدار میں آئے تھے لیکن انہوں نے بھی مسلم لیگ کی تاریخ دہرائی۔ جیسے مسلم لیگ نے مذہبی سیاستدانوں کو شکست دے کر پاکستان حاصل کیا تھا اسی طرح پیپلز پارٹی مذہبی سیاستدانوں کو کھلی شکست دے کر اقتدار میں آئی تھی مگر اقتدار میں آنے کے بعد دونوں نے مذہبی سیاستدانوں کو امور مملکت میں دخل اندازی کے مواقع دیئے اور خسارے میں رہے۔‘‘

مسلم لیگ نے قائداعظم کی کامیاب قیادت میں مسلمانوں کو متحد کر کے حصول پاکستان کا مقصد حاصل کیا اس وقت بھی بعض سیاسی طالع آزماؤں یا مذہبی سیاستدانوں نے احمدیوں کو مسلمانوں سے الگ کرنے کی تجویز پیش کی تو قائداعظم نے اپنی فراست وتدبر سے کام لیتے ہوئے اور اس بحث کو فضول قرار دیتے ہوئے نظر انداز کر دیا اور کامیابی نے ان کے قدم چومے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے مذہبی سیاستدانوں سے مقابلہ کیا۔ اسی وجہ سے احمدیوں نے نہ صرف ان کو ووٹ دیئے بلکہ انتخابی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جسکی وجہ سے ان کی پارٹی کو ان کی اپنی توقعات اور اندازوں سے بھی بڑھ کر کامیابی ہوئی لیکن اس کے بعد مذہبی سیاستدانوں کے بلند بانگ دعووں اور جوش وخروش کو دیکھ کر جب بھٹو صاحب نے ان کو خوش کرنے کے لئے ان کے غیر اسلامی، غیر منصفانہ مطالبہ کو تسلیم کرتے ہوئے احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے کا فیصلہ کیا اور مذہبی سیاستدانوں کی یقین دہانیوں کی وجہ سے یہ سمجھ لیا کہ وہ پاکستان کے ہمیشہ کے لئے ہر دلعزیز حکمران بنے رہیں گے تو دنیا نے دیکھا کہ نہ صرف یہ کہ وہ ایک عبرتناک انجام سے دوچار ہوئے بلکہ ان کی پارٹی بھی کبھی وہ مقام حاصل نہ کرسکی جو اس فیصلہ سے پہلے اسے حاصل تھا۔ اس فیصلہ سے پاکستان کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔

مذکورہ کالم میں ایک فوجی آمر کی سیاست وحکومت کا تجزیہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔ ’’......برملا تو اس کا کوئی بھی اظہار نہیں کرے گا لیکن یہ واقعہ ہے کہ جنرل ضیاء الحق کے بعد فوجی قیادت یا سیاسی حکومتیں سب کو مذہبی سیاستدانوں کی طاقت کا اعتراف کرتے ہوئے ان کے ساتھ سمجھوتے کرنے پڑے۔ انہی سمجھوتوں کا نتیجہ ہے کہ نہ تو پاکستان میں جمہوریت آسکی اور نہ ہم جدید دور کے تقاضوں کے مطابق سماجی اور معاشی ترقی کے راستے پر چل سکتے ہیں......‘‘۔

اپنے کالم کے آخر میں انہوں نے موجودہ نیم فوجی حکومت کے متعلق لکھا ہے۔ ’’پرویز مشرف نے بھی اپنے آپ کو سیاست میں فطری اتحادیوں سے دور کر لیا ہے۔ مذہبی سیاستدانوں کے مطالبات مان کر وہ عالمی تائید وحمایت سے بھی محروم ہو جائیں گے۔......انتہاء پسندی کا زہر معاشرے میں سرایت کر جائے تو پھر یہ بڑی مشکل سے نکلتا ہے۔ اعصابی نظام ہل کر رہ جاتا ہے۔ جسم کے آگ پٹھے جھنجلاتے ہیں اور ہڈیوں کا گودا پگھل جاتا ہے۔ مذہبی انتہاء پسندی کے شکنجے سے نکلتے ہوئے یورپ اس کیفیت سے گزر چکا ہے ہمیں گزرنا ہوگا۔‘‘

یورپ اس شکنجہ سے اس احساس کی وجہ سے نکلا ہوگا کہ اس کی موجودگی میں کسی ترقی وبہتری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیا پاکستان کے برسر اقتدار لوگوں میں یہ احساس پیدا ہو چکا ہے۔ افسوس ہے کہ اس کا جواب نفی میں ہے!!!

پاکستان کے ہمدرد وخیر خواہ کی تمنا اور خواہش یہی ہے کہ ماضی کی غلطیوں کی اصلاح کر کے پاکستان اقوام عالم میں ایک قابل فخر مقام حاصل کرے۔ ہمارا یقین ہے کہ ایسا ضرور ہوگا مگر یہ کام کون کرے گا؟ اور کب ہو گا؟ دیدہ باید

(عبدالباسط شاہد)

قرار داد تعزیت

بروفات حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب

(از مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان اپنے اس خصوصی اجلاس میں حضرت صاحبزادہ مبارک احمد صاحب ابن حضرت سیّدنا مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی وفات مورخہ 21/جون 2004ء پر اپنے دلی رنج وغم کا اظہار کرتی ہے۔ انا للہ و انّا الیہ راجعون

آپ مورخہ 9/مئی 1914ء کو حضرت ام ناصر سیّدہ محمودہ بیگم صاحبہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ پھر مدرسہ احمدیہ سے تعلیم حاصل کی۔ بعدہٗ مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ گریجوایشن پنجاب یونیورسٹی سے کی۔ گریجوایشن کے بعد آپ نے اپنی زندگی 3/مئی 1944ء کو وقف کر دی۔ اور وقف کے بعد اپنی زندگی کا بیشتر حصہ تحریک جدید انجمن احمدیہ کے تحت خدمات بجالاتے رہے۔ تحریک جدید میں 1950ء میں وکیل زراعت مقرر ہوئے۔ بعدہٗ وکیل الصنعت، وکیل التجارت، وکیل الدیوان، وکیل التبشیر، وکیل اعلیٰ، صدر مجلس تحریک جدید کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔ 1982ء میں صحت کی خرابی کی بناء پر بطور وکیل اعلیٰ آپ سبکدوش ہوئے لیکن 1988ء تک آپ بطور صدر مجلس تحریک جدید خدمت بجالاتے رہے۔ بعدہٗ حضورؒ نے آپ کو ایڈیشنل صدر (اعزازی) مقرر فرمایا اور تاوفات آپ اسی عہدہ پر فائز رہے۔ آپ صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ اور فرقان فورس کے انچارج بھی رہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے جماعت کے مختلف اہم عہدوں پر فائز رہ کر ایک لمبے عرصے تک نہایت اعلیٰ اور جلیل القدر خدمات بجالانے کی توفیق پائی۔ خصوصاً بحیثیت وکیل التبشیر آپ نے بیرونی مشنوں کے دورہ جات کر کے وہاں جماعتی نظام کو مستحکم کرنے، ان کے اندر جذبہ قربانی پیدا کرنے اور خلافت احمدیہ کے ساتھ کامل وفاداری کی روح پیدا کرنے میں قابل قدر مساعی فرمائی۔ آپ نے یورپ، امریکہ، مشرق بعید اور افریقہ کے متعدد ممالک کے دورے کئے اور وہاں پر جماعتوں اور متعیّن مربیان کی راہنمائی فرمائی۔ اسی طرح آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہمراہ مختلف سفروں میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ اسی طرح آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے 1970ء کے تاریخ ساز دورہ مغربی افریقہ میں بھی حضور کی معیّت کا شرف نصیب ہوا۔ 1973ء میں آپ نے چین کی حکومت کی دعوت پر چین کا دورہ فرمایا۔ جماعت احمدیہ کے نمائندہ کی حیثیت سے یہ ایک نہایت ہی اہم دورہ تھا جس میں آپ نے چینی حکومت کے افسران بالا سے ملاقاتیں کیں انہیں جماعتی نظام سے متعارف کرایا اور مناسب رنگ میں جماعت احمدیہ کے قیام کے اغراض ومقاصد کو ان پر واضح کیا۔

ہم ممبران تحریک جدید حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی وفات پر اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز، آپ کے صاحبزادگان، برادران، ہمشیرگان اور جملہ افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں۔ اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت صاحبزادہ صاحب کو اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرماتا رہے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

جلسہ سالانہ ۔ U.K

امسال جلسہ سالانہ ۔ یوکے انشاءاللہ ۳۰، ۳۱/جولائی اور یکم اگست ۲۰۰۴ء بروز جمعہ، ہفتہ اور اتوار اسلام آباد ٹلفورڈ میں منعقد ہوگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

مزید معلومات کے لئے درج ذیل ٹیلیفون نمبرز پر رابطہ فرمائیں:

Tel: (44) (0) 20 8687 7813 + (44) (0) 20 8687 7814

Fax: (44) (0) 20 8687 7880

(افسر جلسہ سالانہ)

امام مہدی کا تصور مودودی صاحب کی نظر میں

(دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت)

(تسلسل کے لئے دیکھیں
الفضل انٹرنیشنل
مورخہ ۹/جولائی ۲۰۰۴ء)

نظریہ جہاد کے متعلق عرض کرنے کے بعد اب ہم مودودی صاحب کے دوسرے نظریے کو لیتے ہیں۔ یہ نظریہ مہدی کے تصور کے بارے میں ہے۔

مودودی صاحب نے الامام المھدی کے بارہ میں جو مسلک اختیار کیا ہے وہ نہ صرف انتہائی مضحکہ خیز ہے بلکہ اس میں آپ نے رسول اکرم ﷺ کی صریح پیشگوئیوں اور ہدایات سے بھی گریز کیا ہے اور مصیبت یہ ہے کہ آپ اس نئے طریق کو واجب العمل قرار دے کر اس کی پرزور تبلیغ کر رہے ہیں۔ مودودی صاحب کے تصور کا مضحکہ خیز پہلو یہ ہے کہ آپ ایک طرف موجودہ دنیا کی حالت کے پیش نظر یہ بھی اعتراف کرتے ہیں کہ:۔

''ہمارے سامنے ایک دنیا ہے جو فسق وفجور سے بھری ہوئی ہے جس کے افکار و خیالات یکسر باطل اور اعمال و افعال یکسر نفس پرستانہ ہیں۔ خدا پر ایمان یا تو سرے سے موجود ہی نہیں یا موجود ہے تو اس میں صد ہا رخنے ہیں۔ آخرت کو لوگ یا تو سرے سے مان ہی نہیں رہے یا مان رہے ہیں تو اس طرح کہ ان کا ماننا نہ ماننا دونوں برابر ہیں۔ اللہ، رسول، آخرت کا اقرار نہیں بلکہ انکار دین بن چکا ہے۔ اس دنیا کے اندر تھوڑے مسلمان بھی جی رہے ہیں جو اس میں شبہ نہیں کہ اللہ کا نام بھی لیتے ہیں رسول کا دم بھی بھرتے ہیں اور آخرت کا ذکر بھی کرتے ہیں لیکن اس اعتبار سے دونوں برابر ہیں کہ عملی زندگی سے خدا اور رسول دونوں کو الگ رکھا ہے۔'' (ترجمان القرآن اگست و جولائی ۱۹۴۵ء ص۱۱)

انہیں یہ احساس بھی ہو رہا ہے:۔

''تجدید دین کیلئے صرف علوم دینیہ کا احیاء اور اتباع شریعت کی روح کو تازہ کر دینا ہی کافی نہیں بلکہ ایک جامع اور ہمہ گیر تحریک کی ضرورت ہے جو تمام علوم و افکار، تمام فنون و صناعات اور تمام شعبہ ہائے زندگی پر اپنا اثر پھیلا دے۔ اور تمام امکانی قوتوں سے اسلام کی خدمت لے۔ اور دوسرا سبق جو اس سے قریب الماخذ ہے وہ یہ ہے کہ اب تجدید کا کام نئی اجتہادی قوتوں کا طالب ہے۔ محض وہ اجتہادی بصیرت جو شاہ ولی اللہ صاحب یا ان سے پہلے کے مجتہدین و مجددین کے کارناموں میں پائی جاتی ہے اس وقت کے کام سے عہدہ برآ ہونے کیلئے کافی نہیں۔''

(تجدید و احیاء دین ص۷۹)

آپ کے یہاں مہدی کا یہ مشن بھی مسلّم ہے:۔

''وہ خالص اسلام کی بنیادوں پر ایک نیا مذہب فکر پیدا کریگا۔ ذہنوں کو بدلے گا۔ اور ایک زبردست اسلامی اسٹیٹ قائم کریگا۔ جس میں ایک طرف اسلام کی پوری روح کار فرما ہو گی اور دوسری طرف سائینٹفک ترقی اوجِ کمال پر پہنچ جائے گی۔''

(تجدید و احیائے دین ص ۳۲)

مگر ان تمام مسلمات کے باوجود آپ

یہ تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں کہ مہدی کے نام سے دین میں کوئی خاص منصب قائم ہے جس پر ایمان لانا اور جس کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے۔

آپ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اس مہدی کے

ساتھ کوئی ایسی علامات نہ ہوں گی جس سے امت مسلمہ ان کی تلاش کر سکے۔ آپ کے خیال میں وہ خدائی الہامات، کشوف اور وحی سے بھی محروم ہوگا اور اسے اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک اپنے اصل منصب کا علم نہ ہوگا اور اس کی وفات کے بعد لوگ اسے اپنی عقل سے ''دریافت'' کریں گے۔

آپ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ مہدویت

دکھائے جانے کی بات ہے، دعویٰ کرنے کی بات نہیں ہے اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ بے عقلی کا ثبوت دیتے ہیں۔ (تجدید و احیائے دین ص۳۲)

مہدی کے نام پر افسانہ نویسی

ان تمام خیالات کا اگر تجزیہ کیا جائے تو آپ فوراً سمجھ جائیں گے کہ مودودی صاحب مہدی کے نام پر ایک افسانہ بنا رہے ہیں جس سے رسول اکرم ﷺ کے مقدس فرمان کی کھلی تضحیک ہوتی ہے۔ آپ بالفاظِ دیگر ڈرامائی انداز میں یہ کہہ رہے ہیں کہ مستقبل میں آنے والے مہدی کے سپرد کام تو یہ اہم کیا جائیگا کہ آپ موجودہ نظامِ باطل کو پاش پاش کر کے صحیح اسلامی حکومت قائم کریں اور زندگی کے ہر شعبہ میں اجتہادی کمالات کے وہ جوہر دکھلائیں کہ رئیس المجددین حضرت ولی اللہ شاہ صاحب کی بصیرت بھی ماند پڑ جائے۔

مگر اتنے بڑے کام کی سرانجام دہی کیلئے جس غیر معمولی طاقت، فعال مرکز، بے پناہ تنظیم اور لامحدود جذبہ اطاعت کی ضرورت ہوگی اس پر خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے ''کرفیو'' (Carfew) لگا دیا جائیگا۔ کیونکہ نہ تو اسے یہ حق دیا جائے گا کہ وہ مہدی ہونے کا اعلان کرے۔ نہ وہ لوگوں کو یہ فیصلہ کن دعوت دے سکے گا کہ وہ اسلامی تقاضوں کو سمجھتے ہوئے میرے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں اور میری کمان میں اسلامی حکومت کیلئے جدو جہد کریں۔ نہ مسلمانوں کو ان علامات کی خبر ہو سکے گی جن سے وہ موعود شناخت ہو سکے۔ اور نہ اس کیلئے سماوی و ارضی نشانات کا ظہور ہوگا کہ انہی سے اندازہ ہو سکے کہ وہ مہدی ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر خود مہدی کو بھی اس بات کا علم نہیں دیا جائیگا کہ وہ اسلام کی ہمہ گیر تحریک کو قائم کرنے کیلئے دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ اور اس طرح خود مہدی اور تمام دنیا آخر وقت تک برپا ہونے والے انقلاب سے ناواقف رہیں گے۔ یہ تو امام مہدی کی زندگی تک کی حالت ہے لیکن جب آپ اس دنیا سے آنکھیں بند کر لیں گے تو تمام مسلمانوں کی آنکھیں یکدم کھل جائیں گی۔ اور وہ دیکھیں گے کہ دعویٰ اور الہامات کی بندشوں کے باوجود اور بغیر کسی مرکز اور قابل اطاعت امیر کے یہ دنیا خود بخود بدل گئی ہے اور خدائی فوجدار زمامِ ریاست سنبھالے ہوئے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر مسلمان خود بخود سمجھ لیں گے کہ یہی امام مہدی ہے جس کے مبارک دور کے متعلق حضرت رسول مقبول ﷺ نے ہمیں خبر دی تھی: **كَيْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَعِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اٰخِرُهَا۔** (کنز العمال جلد ۷ص ۲۰۳)

(یاد رہے کہ حدیث کی رو سے امام مہدی اور مسیح موعود دونوں ایک ہی وجود ہیں۔ **وَلَا الْمَهْدِيُّ اِلَّا عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ۔**

(دفع الحجاجه عن سنن ابن ماجه صفحه ۳۰۷)

اور ہمیں وصیت فرمائی تھی:۔

فَقَالَ اِذَا رَأَيْتُمُوْهُ فَبَايِعُوْهُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ فَاِنَّهٗ خَلِيْفَةُ اللّٰهِ الْمَهْدِى۔ (رفع العجاجه عن سنن ابن ماجه ص۳۴۰ مطبع صديقى لاہور)

یعنی اے مسلمانو! جب امام مہدی کا ظہور ہو تو گھروں میں نہ بیٹھے رہنا بلکہ اس کے استقبال کیلئے گھٹنوں کے بل برف کے تودوں پر بھی گزرنا پڑے تو گذر کر چلے آنا (دوسری حدیث میں ہے اور میری طرف سے اسے ہدیہ سلام پیش کرنا) یہ ہیں وہ آئندہ کے حالات جو مودودی صاحب نے............ اپنے طور پر ''اندازہ'' کر کے مرتب کئے ہیں۔

مہدی کہلانے کی تیز خواہش

قارئین حیران ہونگے کہ اس قدر بے سرو پا داستان کس لئے گھڑی جا رہی ہے۔ مگر در اصل حیرانی کی کوئی بات نہیں بلکہ سیدھی سادی بات ہے کہ مودودی صاحب کے اندر مہدی کہلانے کی ایک تیز خواہش پائی جاتی ہے۔ مگر بدقسمتی سے نہ آپ وحی و الہام سے مشرف ہیں اور نہ آپ کے اندر وہ علامات ہی ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے مہدی کیلئے بیان فرمائی تھیں۔ اور نہ آپ میں اس قدر جرأت اور مردانگی ہے کہ آپ کھلے لفظوں میں اس کا اظہار کر سکیں۔ اس نقص کو دیکھ کر آپ نے پہلے تو وحی و الہام کو ہی مہدی کی ذات سے خارج قرار دیدیا۔ حدیث کی بیان کردہ علامات کا بھی سراسر انکار کر دیا اور پھر دعویٰ مہدویت کو حماقت قرار دے کر امام مہدی کی مندرجہ ذیل دو صفات پر زور دینا شروع کر دیا۔

اوّل:۔ یہ کہ آنے والا مہدی ایک نیا مذہبِ فکر ایجاد کریگا اور ہمہ گیر تحریک قائم کر دیگا۔

دوم:۔ ''میرا اندازہ ہے کہ آنے والا اپنے زمانے میں بالکل جدید ترین طرز کا لیڈر ہوگا۔ وقت کے تمام علوم جدیدہ پر اس کو مجتہدانہ بصیرت حاصل ہوگی۔ زندگی کے سارے مسائل مہمہ کو وہ خوب سمجھتا ہوگا۔''

(تجدید و احیائے دین)

اب پہلی صفت کے مطابق آپ بڑے زوردار لفظوں میں اپنی تحریک کے متعلق پراپیگنڈا کر رہے ہیں:۔

''حقیقی انقلاب اگر کسی تحریک سے ہو سکتا ہے تو وہ صرف ہماری تحریک ہے اور اس کیلئے فطرتاً یہی ایک طریق کار ہے جو ہم نے خوب سوچ سمجھ کر اور اس کے دین اور اس کی تاریخ کا گہرا جائزہ لے کر اختیار کر رکھا ہے۔'' (تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں ص۵۴)

دوسری صفت کو عملاً اپنے اوپر چسپاں کرنے کیلئے ''فن قلم'' کی قوت سے یہ اثر جما رہے ہیں کہ آپ ایک جدید ترین لیڈر ہیں اور تمام مسائل جدیدہ پر آپ کو دسترس حاصل ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ آپ کی جماعت زبان سے تو آپ کو مہدی کہنے سے ہچکچاتی ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ آپ کو مہدی سے کم بھی نہیں سمجھتی اور اس کی طرف سے آئے دن آپ کی شان مہدویت کے متعلق کئی انداز میں اظہار بھی کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ذیل میں ''جماعت اسلامی'' کے تین بڑے عمائدین کی تحریرات بطور نمونہ پیش کی جاتی ہیں۔

ملک نصر اللہ خان صاحب عزیز:

''اس کے ایڈیٹر ملک کے ممتاز مفکر اور متکلم اہل قلم ہونے کی حیثیت سے ایک مخصوص اور غیر معمولی پوزیشن رکھتے ہیں۔ وہ قدیم اور جدید علوم و معارف کے جامع البحرین ہیں۔'' (کوثر ۲۵فروری ۱۹۴۸)

نعیم صدیقی صاحب:

''وہ کسی شے کو حق ماننے کے بعد اس سے الگ نہیں ہو سکتا اور کسی شے کو باطل ماننے کے بعد اس کا ساتھ نہیں دے سکتا۔'' (کوثر ۲۱جولائی ۱۹۴۸)

میاں محمد طفیل صاحب:

''مولانا اس زمانہ میں اسلام کی ایک مانی ہوئی ہستی تھے اور اسلام کے ہر مسئلہ میں سند تھے اور سند ہیں۔'' (قاصد کشمیر نمبر)

مودودی صاحب کے رفقاء اور ان کے ہم خیال دوستوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ رسول مقبول ﷺ کی مہدی کی آمد سے متعلق پیشگوئی اتنی معمولی نہیں کہ اسے چند کتابوں اور رسالوں کی اشاعت سے زیادہ کوئی اہمیت نہ ہو اور سیاسی اقتدار کے حصول کیلئے چند گنتی کے افراد کو اپنی ساتھ ملا لینے پر ہی اسے چسپاں کر لیا جائے۔

حضرت امام مہدیؑ کی بلند پایہ شخصیت امت مسلمہ میں ایسی ہی ممتاز ہے جیسے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس۔ مہدی آنحضرت ﷺ کے اسلام کی وہ دوسری دیوار ہے جو آخری زمانہ میں اسلام پر آنے والے مصائب کیلئے سدِّ اسکندری کا کام دیگی۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے **كَيْفَ تَهْلِكُ اُمَّةٌ اَنَا اَوَّلُهَا وَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ اٰخِرُهَا** (کنز العمال جلد ۷ س۳۰۳)۔

(یعنی وہ امت کیسے ہلاک ہو سکتی ہے جس کے آغاز میں مَیں ہوں اور اس کے آخر پر عیسیٰ بن مریم)۔ اس شان کے انسان کی پیشگوئی مودودی صاحب پر کسی

طرح چسپاں نہیں ہو سکتی اور نہ اس تمسخرانہ انداز سے اس عظیم الشان موعود انسان کا انکار کیا جا سکتا ہے جو اس پیشگوئی کے مطابق قادیان کی بستی میں ظاہر ہو چکا ہے۔

مقام مہدیؑ

حضرت امام مہدیؑ کا اصل مقام کیا ہے؟ اسے سائینٹفک (Scientific) طریق سے یوں سمجھئے کہ آنے والا موعود کوئی قانون ساز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ بادشاہ عالم کی طرف سے رسول اکرم ﷺ کے ذریعہ دنیا کو ایک مکمل قانون دیا جا چکا ہے۔ اب اس قانون میں نہ کسی اضافے کی گنجائش ہے نہ ترمیم کی۔ اس قانون کا تقاضا یہ ہے کہ ہر فرد بشر اس مکمل قانون پر پوری قوت سے عمل کرے۔ مگر یہاں عجیب صورتحال ہو رہی ہے کہ آج ...... چودہ سو سال کے بعد...... اگرچہ قانون ساز بادشاہ بھی موجود ہے اور اس کا مکمل قانون بھی صحیح و سالم ہے مگر اب اس پر عمل کہیں نہیں ہو رہا البتہ ہزاروں لاکھوں وکلاء صدیوں سے اس کے متن پر ہی الجھ رہے ہیں اور یہی فیصلہ نہیں ہو سکا کہ اس مکمل قانون کا اصل مفہوم کیا ہے۔

اب اس کشمکش کے ختم ہونے کی یہ تو صورت نہیں کہ ہائی کورٹ (High Court) کے دروازے مقفل کر دیئے جائیں اور چند وکلاء آپس میں مل کر کوئی فیصلہ کر کے یہ مشہور کر دیں کہ شاہی فرمان اور اس کے دستور کا یہ مقصد ہے۔ بلکہ اصل صورت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جو اس وسیع دنیا کا ازلی ابدی بادشاہ ہے اپنی عدالت کا حق ادا کرے اور اپنے قانون کی توضیح کیلئے اپنی طرف سے ایک جج (Judge) مقرر کرے جو وکلاء کی غلط فہمیوں کو دور کرے اور ان کو ہر مسئلہ میں بادشاہ کے منشاء سے آگاہ کرے۔ یہی جج حدیث کی مقدس اصطلاح میں اَلْاِمَامُ الْمَهْدِیُّ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ جس کے متعلق خود حضرت رسول مقبول ﷺ کا فرمان ہے یُوْشِکُ مَنْ عَاشَ مِنْکُمْ اَنْ یَّلْقٰی عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اِمَامًا مَهْدِیًّا حَکَمًا عَدْلًا (مسند احمد جلد ۲ ص ۴۱۱) فرمایا وہ آنے والا موعود جو عیسیٰ ابن مریم کی سی صفات کا حامل ہو کر دنیا میں ظاہر ہوگا وہ امام ہوگا۔ یعنی اس منصب امامت پر سرفراز کیا جائے گا اور اس کی اقتداء فرض ہوگی۔ وہ مہدی ہوگا۔ یعنی اسے براہ راست خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت اور راہنمائی بخشی جائے گی۔ وہ حَکَم ہوگا یعنی خدائی جج ہوگا جو ہر پہلو سے دنیا کے تمام مسائل میں اپنے فیصلے صادر کریگا۔ پھر فرمایا وہ محض جج ہی نہ ہوگا بلکہ عَدل بھی ہوگا۔ یعنی اس کے فیصلے بموں اور ٹینکوں کے زور سے نہ منوائے جائیں گے بلکہ خود عدل و انصاف کی قوت لوگوں کو اس کے پیچھے ہو لینے پر مجبور کر دیگی۔

ان الفاظ کو پڑھئے اور دیکھئے کہ یہاں کسی ایسے شخص کا ذکر نہیں ہو رہا جو اقتدار اور انقلاب پسندی کی ہوس میں تلواروں سے دنیا کے نظام کو چیلنج کرے گا۔ نہ کسی ایسے مادی انسان کا ذکر ہے جو اپنی ذاتی قوت سے نظام اسلامی کے قائم کرنے کا مدعی ہو۔ اور نہ ایسے شخص کا ذکر ہے جو مستعفی ہونے کا خیال کرے اور اپنے پروگرام اور طریق کار کو اپنے قیاس سے بناتا اور بدلتا رہے۔ بلکہ یہاں خدا کی طرف سے منصب امامت پر فائز ہونے والا مقدس وجود مراد ہے اور اسے امام مہدی اور حَکَم قرار دے کر صاحب کشف، صاحب الہام اور صاحب وحی بتایا جا رہا ہے۔ جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ایک شخص شریعت کے تمام مسائل میں عادل اور منصف جج اسی صورت میں بن سکتا ہے جب خدا کا الہام اس کی راہنمائی کرے کیونکہ انسانی فکر و اجتہاد خواہ کیسے ہی زبردست ہوں کسی طرح بھی اصل قانون نہیں کہلا سکتے۔ خود مودودی صاحب فرماتے ہیں:

(۱) ''انسان خواہ سراسر اپنی رائے سے اجتہاد کرے یا کسی الہامی کتاب سے اکتساب کرے دونوں صورتوں میں اجتہاد دنیا کیلئے دائمی قانون اور اٹل قاعدہ نہیں بن سکتا۔ کیونکہ انسانی عقل و علم ہمیشہ زمانے کی قیود سے مقید ہیں۔'' (تنقیحات ص ۱۲۰)

(۲) ''انسانی فکر کی پہلی اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں علم کی غلطی اور محدودیت کا اثر لازماً پایا جاتا ہے جو خدا کی طرف سے ہوگا۔ اس میں آپ ایسی کوئی چیز نہیں پا سکتے جو کبھی کسی زمانہ میں کسی ثابت شدہ علمی حقیقت کے خلاف ہو۔''

(۳) ''انسانی فکر کی دوسری بڑی کمزوری نقطہ نظر کی تنگی ہے اس کے برخلاف خدائی فکر میں وسیع ترین نقطہ نظر پایا جاتا ہے۔''

(۴) ''انسانی فکر کا تیسرا اہم خاصہ یہ ہے کہ اس میں حکمت و دانش جذبات و خواہش کے ساتھ کہیں نہ کہیں ساز باز اور مصالحت کرتی نظر آتی ہے۔ بخلاف اس کے خدائی فکر میں بے لاگ حکمت اور خالص دانشمندی کی شان نمایاں ہوتی ہے۔'' (دین حق شائع کردہ مکتبہ جماعت اسلامی پٹھانکوٹ ص ۳۷)

مودودی صاحب اس سے بڑھ کر آنحضرت ﷺ کو صاحب وحی اور الہام تسلیم کرنے کے باوجود حضور کے ذاتی گمان اور فکر کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہیں:-

''آپ کا گمان وہ چیز نہیں جس کے صحیح نہ ہونے پر آپ کی نبوت پر کوئی حرف آتا ہو۔ یا جس پر ایمان لانے کیلئے ہم مکلف کئے گئے ہوں۔ پھر جبکہ ان واقعات سے ان باتوں کی تردید ہو چکی ہے جو اس سلسلہ میں آپ نے گمان کی بنا پر فرمائی تھیں تو کوئی وجہ نہیں کہ خواہ مخواہ ان کو عقائد میں داخل رکھنے پر اصرار کیا جائے۔'' (ترجمان القرآن فروری ۱۹۴۶ء ص ۱۷۱)

پس انسانی فکر یقیناً اس قابل نہیں کہ حَکَمًا عَدْلًا کے فرائض سے عہدہ برآ ہو سکے۔ اس کیلئے لازماً خدائی الہام اور وحی کا ہونا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آنے والے مہدی اور مسیح کے متعلق پہلے سے احادیث میں یہ خبر موجود ہے کہ خدا اس پر وحی و الہام کرے گا۔ اور اس کی روشنی میں وہ اپنی جماعت کا پروگرام تجویز کریگا۔ (اِذْ اَوْحَی اِلٰی عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ۔ مشکوۃ مطبع قیومی کانپور)

مگر موجودہ زمانے میں فقط صاحب الہام ہونا بھی کافی نہیں۔ کیونکہ (۱) موجودہ زمانہ ایک وسیع اور عالمگیر تحریک کا تقاضا کر رہا ہے جو دنیا کے سارے نظام کو بدل دے۔ (تجدید احیائے دین صفحہ ۳۲)

(۲) سوال صرف نظام کے چلانے کا نہیں بلکہ از سر نو قائم کرنے کا ہے۔

(۳) تمام مجددین بلکہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے اجتہادات اب موجودہ زمانے کے کام سے عہدہ برآ ہونے کیلئے کافی نہیں۔

پس ان وجوہات کی بناء پر جبکہ وسیع اور عالمگیر تحریک کی ضرورت ہے، از سر نو قیام کا سوال ہے اور گزشتہ مجددین کے اجتہادات بالکل ناکافی ہو چکے ہیں۔ ظاہر ہے کہ کسی ایسی زبردست روحانی قوت رکھنے والے انسان کی ضرورت ہے جو اتنے بڑے کام کو سر انجام دے سکے۔ مگر اس قدر زبردست بصیرت اور قوت کا مالک کون ہو سکتا ہے اسکا جواب مودودی صاحب کے الفاظ میں یہ ہے:-

''مجدد نہایت صاف دماغ...... زمانے کی بگڑی ہوئی رفتار سے لڑنے کی طاقت و جرأت، قیادت اور راہنمائی کی پیدائشی صلاحیت، اجتہاد اور تعمیر نو کی غیر معمولی اہلیت...... مدت ہائے دراز کی الجھنوں میں سے امر حق کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر الگ کر لینا۔ یہ وہ خصوصیات ہیں جن کے بغیر کوئی شخص مجدد نہیں ہو سکتا اور جو اس سے بہت زیادہ بڑے پیمانے پر نبی میں ہوتی ہیں۔'' (تجدید و احیائے دین ص ۲۸ و ص ۲۹)

مودودی صاحب کے اس بیان سے صاف کھل گیا کہ نظام حق کے قیام کو بے پناہ طاقت رکھنے والا وجود مجددین سے بڑھ کر نبی کا وجود ہے۔

پس صاف نتیجہ نکلا کہ آنے والے امام مہدی کا مقام محض مجددیت کا مقام نہیں بلکہ نبوت کا مقام ہے اور یہ نتیجہ بالکل صحیح ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے آنے والے مسیح کو ایک دو یا تین دفعہ نہیں چار دفعہ نَبِیُّ اللّٰہِ کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔ (مشکوۃ صفحہ ۴۷۳ مطبع قیومی کانپور۔ کتاب الفتن)

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ابتداء میں جب مودودی صاحب نے اپنی جماعت تیار کرنی شروع کی تو انکے رفقائے کار کا بھی یہی احساس تھا:-

''اکثر لوگ اقامت دین کی تحریک کیلئے کسی ایسے مرد کامل کو ڈھونڈتے ہیں جو ان میں سے ایک ایک شخص کے تصور کمال کا مجسمہ ہو اور جس کے سارے پہلو قوی ہی قوی ہوں۔

دوسرے الفاظ میں یہ لوگ دراصل نبی کے طالب ہیں اگرچہ زبان سے ختم نبوت کا اقرار کرتے ہیں۔ اور کوئی اجرائے نبوت کا نام بھی لے دے تو اس کی زبان گدی سے کھینچنے کیلئے تیار ہو جائیں مگر اندر سے ان کے دل ایک نبی مانگتے ہیں۔ اور نبی سے کم کسی پر راضی نہیں۔'' (ترجمان القرآن دسمبر و جنوری ۴۲-۱۹۴۳ء ص ۴۰۶)

یہی نہیں خود مودودی صاحب کو ۱۹۳۴ء میں علماء کی حالت کا نقشہ دیکھتے ہوئے یہ اعتراف کرنا پڑا تھا:-

''افسوس کہ علماء الا ماشاء اللہ خود اسلام کی حقیقی روح سے خالی ہو چکے تھے۔ ان میں تفقہ نہ تھا، ان میں حکمت نہ تھی۔ ان میں صلاحیت ہی نہ تھی کہ خدا کی کتاب اور رسولِ خدا کی علمی اور عملی ہدایت اسلام کے دائمی اور لچکدار اصول اخذ کرتے اور زمانہ کے متغیر حالات میں ان سے کام لیتے۔''

اس بے بسی کی وجہ یہ تھی:-

''یہ کیونکر ممکن تھا کہ وہ ایسے وقت میں مسلمانوں کی کامیاب راہنمائی کر سکتے جبکہ زمانہ بالکل بدل چکا تھا اور علم و عمل کی دنیا میں ایسا عظیم تغیر واقع ہو چکا تھا کہ جس کو خدا کی نظر تو دیکھ سکتی تھی مگر کسی غیر نبی انسان کی نظر میں یہ طاقت نہ تھی کہ قرنوں اور صدیوں کے پردے اٹھا کر ان تک پہنچ سکتی۔''

(تنقیحات ص ۲۷ مکتبہ جماعت اسلامی)

پس آنحضرت ﷺ کے ارشادات اور موجودہ زمانہ کے تقاضا کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیں یہ یقین کرنا ہوگا کہ امام مہدی کا منصب نبوت پر فائز ہونا ضروری ہے۔ یہ ہے وہ صحیح مقام جس کی روشنی میں ہمیں 'الامام المھدی' کی تلاش کرنی چاہئے۔ اور یہ خوب سمجھ لینا چاہئے کہ تحریک اقامت دین کے وہ تمام مدعی اسلام کے نشأۃ ثانیہ کے کام میں سراسر بیکار ہیں جو نور الہام، نور نبوت اور نور وحی سے نہ صرف محروم ہیں بلکہ اس کے منکر بھی ہیں۔ اور اصل انقلاب صرف منصب نبوت پر فائز ہونے والے انسان کے ہاتھ سے ہی ہو سکتا ہے۔

مہدی کی تلاش میں قرآنی رہنمائی

اس حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد اب آیئے 'الامام المھدی' کی تلاش کریں۔ مگر اس تلاش سے پہلے کیوں نہ قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ہی حاضر ہوں تا کہ اس عالی بارگاہ سے ہم اپنی منزل کے سنگ راہ معلوم کریں اور ہمیں بڑی آسانی سے وہ موعود مل جائے جو تحریک اسلام کا آخری زمانہ میں علمبردار ہے۔

یقین کیجئے جب ہم اس خیال سے ذرا آگے بڑھتے ہیں تو قدم قدم پر یہ بدگمانیاں اور غلط فہمیاں دور ہوتی جاتی ہیں کہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول نے مہدی کی شناخت کیلئے ہمیں بالکل اندھیرے میں چھوڑ دیا ہے۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں بلکہ اس کے برعکس قرآن تو اصولی طور پر ہمیں یہ کہہ رہا ہے کہ ﴿اِنَّ عَلَیْنَا لَلْهُدٰی﴾ کہ ہم مشکل کے وقت رہبری کے فرائض سر انجام دیتے ہیں۔ پھر اس نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ایک مدعی الہام و نبوت کی صداقت کے پہلے سے معیار قائم کر رکھے ہیں تا کہ آئندہ زمانہ میں مدعی صادق اور مدعی کاذب کا فرق نمایاں ہوتا رہے اور رسول اللہ ﷺ کی امت باطل کی چیرہ دستیوں سے محفوظ رہے اور خدا پرست انسان الٰہی قائدین سے بے

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

یاد رکھیں بحیثیت گھر کے سربراہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ اپنے گھر کے ماحول پر نظر رکھے، اپنی بیوی کے بھی حقوق ادا کرے اور اپنے بچوں کے بھی حقوق ادا کرے۔

(قرآن مجید، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے مردوں کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے اور اپنے اہل وعیال سے حسن سلوک کی تاکیدی نصیحت)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ ۲/جولائی ۲۰۰۴ء بمطابق ۲/وفا ۱۳۸۳ ہجری شمسی بمقام انٹرنیشنل سنٹر، مسی ساگا (کینیڈا)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾۔(سورة الفرقان آیت نمبر75)

اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم کو اپنے جیون ساتھیوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

اللہ تعالیٰ نے مرد کے قویٰ کو جسمانی لحاظ سے مضبوط بنایا ہے اس لئے اس کی ذمہ داریاں اور فرائض بھی عورت سے زیادہ ہیں۔ اس سے ادائیگی حقوق کی زیادہ توقع کی جاتی ہے۔ عبادات میں بھی اس کو عورت کی نسبت زیادہ مواقع مہیا کئے گئے ہیں۔ اور اس لئے اس کو گھر کے سربراہ کی حیثیت بھی حاصل ہے اور اسی وجہ سے اس پر بحیثیت خاوند بھی بعض اہم ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں۔ اور اسی وجہ سے بحیثیت باپ اس پر ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں۔ اور بہت ساری ذمہ داریاں ہیں، چند ایک کا میں یہاں ذکر کروں گا۔ اور ان ذمہ داریوں کو نبھانے کے لئے حکم دیا کہ تم نیکیوں پر قائم ہو، تقویٰ پر قائم ہو، اور اپنے گھر والوں کو، اپنی بیویوں کو، اپنی اولاد کو تقویٰ پر قائم رکھنے کے لئے نمونہ بنو۔ اور اس کے لئے اپنے رب سے مدد مانگو، اس کے آگے روؤ، گڑ گڑاؤ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ اے اللہ! ان راستوں پر ہمیشہ چلاتا رہ جو تیری رضا کے راستے ہیں، کبھی ایسا وقت نہ آئے کہ ہم بحیثیت گھر کے سربراہ کے، ایک خاوند کے اور ایک باپ کے، اپنے حقوق ادا نہ کر سکیں اور اس وجہ سے تیری ناراضگی کا موجب بنیں۔ تو جب انسان سچے دل سے یہ دعا مانگے اور اپنے عمل سے بھی اس معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ نہ ایسے گھروں کو برباد کرتا ہے، نہ ایسے خاوندوں کی بیویاں ان کے لئے دکھ کا باعث بنتی ہیں اور نہ ان کی اولاد ان کی بدنامی کا موجب بنتی ہے۔ اور اس طرح گھر جنت کا نظارہ پیش کر رہا ہوتا ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ معیار حاصل کرنے کے لئے کیا نمونے دیئے ہیں اور کیا نصائح فرمائی ہیں۔ اس کی کچھ مثالیں میں اس وقت یہاں پیش کروں گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔ امام نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔ اور مرد اپنے اہل پر نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔ اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں دریافت کیا جائے گا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مرد اپنے والد کے مال کا نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اور فرمایا تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اس کی ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ (بخاری کتاب الجمعة۔ باب الجمعة فی القریٰ والمدن)

تو اس روایت میں مختلف طبقوں کے بارے میں ذکر ہے کہ وہ اپنے اپنے ماحول میں نگران ہیں لیکن اس وقت میں کیونکہ مردوں کے بارے میں ذکر کر رہا ہوں اس لئے اس بارے میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔ عموماً اب یہ رواج ہو گیا ہے کہ مرد کہتے ہیں کیونکہ ہم پر باہر کی ذمہ داریاں ہیں، ہم کیونکہ اپنے کاروبار میں اپنی ملازمتوں میں مصروف ہیں اس لئے گھر کی طرف توجہ نہیں دے سکتے اور بچوں کی نگرانی کی ساری ذمہ داری عورت کا کام ہے۔ تو یاد رکھیں کہ بحیثیت گھر کے سربراہ مرد کی ذمہ داری ہے کہ اپنے گھر کے ماحول پر بھی نظر رکھے، اپنی بیوی کے بھی حقوق ادا کرے اور اپنے بچوں کے بھی حقوق ادا کرے، انہیں بھی وقت دے ان کے ساتھ بھی کچھ وقت صرف کرے چاہے ہفتہ کے دو دن ہی ہوں، ویک اینڈز پر جو ہوتے ہیں۔ انہیں مسجد سے جوڑے، انہیں جماعتی پروگراموں میں لائے، ان کے ساتھ تفریحی پروگرام بنائے، ان کی دلچسپیوں میں حصہ لے تاکہ وہ اپنے مسائل ایک دوست کی طرح آپ کے ساتھ بانٹ سکیں۔ بیوی سے اس کے مسائل اور بچوں کے مسائل کے بارے میں پوچھیں، ان کے حل کرنے کی کوشش کریں۔ پھر ایک سربراہ کی حیثیت آپ کو مل سکتی ہے۔ کیونکہ کسی بھی جگہ کے سربراہ کو اگر اپنے دائرہ اختیار میں اپنے رہنے والوں کے مسائل کا علم نہیں تو وہ تو کامیاب سربراہ نہیں کہلا سکتا۔ اس لئے بہترین نگران وہی ہے جو اپنے ماحول کے مسائل کو بھی جانتا ہو۔ یہ قابل فکر بات ہے کہ آہستہ آہستہ ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ رہی ہے جو اپنی ذمہ داریوں سے اپنی نگرانی کے دائرے سے فرار حاصل کرنا چاہتے ہیں یا آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ اور اپنی دنیا میں مست رہ کر زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو مومن کو، ایک احمدی کو ان باتوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہونا چاہئے۔ مومن کے لئے تو یہ حکم ہے کہ دنیاداری کی باتیں تو الگ رہیں، دین کی خاطر بھی اگر تمہاری مصروفیات ایسی ہیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے تم نے مستقلاً اپنا یہ معمول بنا لیا ہے، یہ روٹین بنا لی ہے کہ اپنے گردوپیش کی خبر ہی نہیں رکھتے، اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا نہیں کرتے، اپنے ملنے والوں کے حقوق ادا نہیں کرتے، اپنے معاشرے کی ذمہ داریاں نہیں نبھاتے تو یہ بھی غلط ہے۔ اس طرح تقویٰ کے اعلیٰ معیار قائم نہیں ہوتے۔ بلکہ یہ معیار حاصل کرنے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرو اور بندوں کے حقوق بھی ادا کرو۔

جیسا کہ ایک روایت میں آتا ہے، عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے عبداللہ! جو مجھے بتایا گیا ہے کیا یہ درست ہے کہ تم دن بھر روزے رکھے رہتے ہو اور رات بھر قیام کرتے ہو یعنی نمازیں پڑھتے رہتے ہو، اس پر میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ تو پھر آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو کبھی روزہ رکھو کبھی چھوڑ دو، رات کو قیام کرو اور سو بھی جایا کرو۔ کیونکہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری زیارت کو آنے والے کا بھی تم پر حق ہے۔

(بخاری کتاب الصوم باب حق الجسم فی الصوم)

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھر کے سربراہ کی حیثیت سے گھر والوں کے حقوق کس طرح ادا کیا کرتے تھے اس بارے میں حضرت اسودؓ کی روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر پر کیا کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا وہ اپنے اہل خانہ کی خدمت میں لگے رہتے تھے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔ (صحیح بخاری

کتاب الاذان)

تو آپؐ سے زیادہ مصروف اور آپؐ سے زیادہ عبادت گزار کون ہوسکتا ہے۔لیکن دیکھیں آپؐ کا اسوہ کیا ہے کتنی زیادہ گھریلو معاملات میں دلچسپی ہے کہ گھر کے کام کاج بھی کر رہے ہیں اور دوسری مصروفیات میں بھی حصہ لے رہے ہیں۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ ’’تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک میں بہتر ہے‘‘اور فرمایا کہ ’’میں تم سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہوں‘‘۔(ترمذی کتاب المناقب)

ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ کیا ہم اس خوبصورت نمونہ پر، اس اسوہ پر عمل کرتے ہیں؟ بعض ایسی شکایات بھی آتی ہیں کہ ایک شخص گھر میں کرسی پہ بیٹھا اخبار پڑھ رہا ہے، پیاس لگی تو بیوی کو آواز دی کہ فریج میں سے پانی یا جوس نکال کر مجھے پلا دو۔حالانکہ قریب ہی فریج پڑا ہوا ہے خود نکال کر پی سکتے ہیں۔اور اگر بیوی بیچاری اپنے کام کی وجہ سے یا مصروفیت کی وجہ سے یا کسی وجہ سے لیٹ ہوگئی تو پھر اس پر گرجنا، برسنا شروع کردیا۔تو ایک طرف تو یہ دعویٰ ہے کہ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور دوسری طرف عمل کیا ہے، ادنیٰ سے اخلاق کا بھی مظاہرہ نہیں کرتے۔اور کئی ایسی مثالیں آتی ہیں جو پوچھو تو جواب ہوتا ہے کہ ہمیں تو قرآن میں اجازت ہے عورت کو سرزنش کرنے کی۔تو واضح ہو کہ قرآن میں اس طرح کی کوئی ایسی اجازت نہیں ہے۔اس طرح آپ اپنی ذاتی دلچسپی کی وجہ سے قرآن کو بدنام نہ کریں۔

گھریلو زندگی کے بارے میں حضرت عائشہؓ صدیقہ کی گواہی یہ ہے کہ نبی کریمؐ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو تھے اور سب سے زیادہ کریم، عام آدمیوں کی طرح بلاتکلف گھر میں رہنے والے، آپ نے کبھی تیوری نہیں چڑھائی، ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔نیز آپؓ فرماتی ہیں کہ اپنی ساری زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھایا نہ کبھی خادم کو مارا‘‘۔خادم کو بھی کبھی کچھ نہیں کہا۔

(شمائل ترمذی باب ما جاء فی خلق رسول اللہ ﷺ)

آج کل دیکھیں ذرا ذرا سی بات پر عورت پر ہاتھ اٹھا لیا جاتا ہے حالانکہ جہاں عورت کو سزا کی اجازت ہے وہاں بہت سی شرائط ہیں اپنی مرضی کی اجازت نہیں ہے۔چند شرائط ہیں ان کے ساتھ یہ اجازت ہے۔اور شاید ہی کوئی احمدی عورت اس حد تک ہو کہ جہاں اس سزا کی ضرورت پڑے۔اس لئے بہانے تلاش کرنے کی بجائے مرد اپنی ذمہ داریاں سمجھیں اور عورتوں کے حقوق ادا کریں جیسے کہ قرآن کریم میں آتا ہے کہ ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ ۔فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ۔ وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَھُنَّ فَعِظُوْھُنَّ وَاھْجُرُوْھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْھُنَّ۔فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْھِنَّ سَبِیْلًا ۔ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیًّا کَبِیْرًا﴾۔ (سورۃ النساء آیت نمبر35) یعنی مرد عورتوں پر نگران ہیں اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بخشی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے اموال ان پر خرچ کرتے ہیں۔(جونکھٹو گھر بیٹھے رہتے ہیں وہ تو ویسے ہی نگران نہیں بنتے) پس نیک عورتیں فرمانبردار اور غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جن کی حفاظت کی اللہ نے تاکید کی ہے۔اور وہ عورتیں جن سے تمہیں باغیانہ رویے کا خوف ہو تو ان کو پہلے تو نصیحت کرو (اس میں بے حیائی نہیں ہے ایسی باتیں جو ہمسائیوں میں کسی بدنامی کا موجب بن رہی ہوں، بعض ایسی حرکتیں ہوتی ہیں) تو پہلے ان کو نصیحت کرو، پھر ان کو بستروں میں الگ چھوڑ دو اور پھر اگر ضرورت ہو تو ان کو بدنی سزا بھی دو اور پھر فرمایا پس اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو پھر ان کے خلاف کوئی حجت یا بہانے تلاش نہ کرو۔یقیناً اللہ بہت بلند اور بہت بڑا ہے، تو فرمایا کہ اس انتہائی باغیانہ رویے سے عورت اپنی اصلاح کر لے تو پھر بلاوجہ اسے سزا دینے کے بہانے تلاش نہ کرو یاد رکھو کہ اگر تم تقویٰ سے خالی ہو کر ایسی حرکتیں کرو گے اور اپنے آپ کو سب کچھ سمجھ رہے ہو گے اور عورت کی تمہارے نزدیک کوئی حیثیت ہی نہیں ہے تو یاد رکھو کہ پھر اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے جو تمہاری ان حرکتوں کی وجہ سے تمہاری پکڑ بھی کرسکتی ہے۔اس لئے جو درجے سزا کے مقرر کئے گئے ہیں ان کے مطابق عمل کرو اور جب اصلاح کا کوئی پہلو نہ دیکھو، اگر ایسی عورت کا بدستور وہی رویہ ہے تو پھر سزا کا حکم ہے۔یہ

SHALIMAR JEWLLERS

سستے اور خوبصورت زیورات کا مرکز

جلسہ سالانہ پر آنے والے احمدی مسلمان بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت

127 The Broadway - Southall Middx UB1 1LW

Tel: 020 8574 4221. 020 8843 0732 Fax: 020 8571 5775

نہیں کہ ذرا ذرا سی بات پر اٹھے اور ہاتھ اٹھا لیا یا سوٹی اٹھالی۔اور اتنے ظالم بھی نہ بنو کہ بہانے تلاش کر کے ایک شریف عورت کو اس باغیانہ روش کے زمرے میں لے آؤ اور پھر اسے سزا دینے لگو۔ایسے مرد یاد رکھیں کہ خدا کا قائم کردہ نظام بھی یعنی نظام جماعت بھی، اگر نظام کے علم میں یہ بات آجائے تو ایسے لوگوں کو ضرور سزا دیتا ہے۔خدا کے لئے قرآن کو بدنام نہ کریں اور اپنی اصلاح کی کوشش کریں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں وہ نیک کہاں۔دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کرسکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو‘‘۔جو باہر بظاہر نیک نظر آتے ہیں ان میں بھی کئی خامیاں ہوتی ہیں، جو بیویوں کے ساتھ یا گھر والوں کے ساتھ نیک سلوک نہیں کر رہے اس لئے معاشرے کو بھی ایسے لوگوں پر غور کرنا چاہئے۔ظاہری چیز پہ نہ جائیں۔فرمایا کہ ’’جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔نہ یہ کہ ہر ادنیٰ بات پر زدوکوب کرے۔ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک غصے سے بھرا ہوا انسان بیوی سے ادنیٰ سی بات پر ناراض ہو کر اس کو مارتا ہے اور کسی نازک مقام پر چوٹ لگی ہے اور بیوی مر گئی ہے۔اس لئے ان کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ ﴿عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ ہاں اگر وہ بے جا کام کرے تو تنبیہ ضروری چیز ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۰۳-۴۰۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میاں بیوی کو ایک دوسرے میں خوبیاں تلاش کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم میں سے کسی کو دوسرے میں عیب نظر آتا ہے یا اس کی کوئی اور ادا ناپسند ہے تو کئی باتیں اس کی پسند بھی ہوں گی جو اچھی بھی لگیں گی۔تو وہ پسندیدہ باتیں جو ہیں ان کو مدنظر رکھ کر ایثار کا پہلو اختیار کرتے ہوئے موافقت کی فضا پیدا کرنی چاہئے۔آپس میں صلح وصفائی کی فضا پیدا کرنی چاہئے تو یہ میاں بیوی دونوں کو نصیحت ہے کہ اگر دونوں ہی اگر اپنے جذبات کو کنٹرول میں رکھیں تو چھوٹی چھوٹی جو ہر وقت گھروں میں لڑائیاں، چخ چخ ہوتی رہتی ہیں وہ نہ ہوں اور بچے بھی برباد نہ ہوں۔ذرا ذرا سی بات پر معاملات بعض دفعہ اس قدر تکلیف دہ صورت اختیار کر جاتے ہیں کہ انسان سوچ کر پریشان ہو جاتا ہے کہ ایسے لوگ بھی اس دنیا میں موجود ہیں کہ جو کہنے کو تو انسان ہیں مگر جانوروں سے بھی بدتر۔(مسلم کتاب الرضاع باب الوصیۃ بالنسآء)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تقریباً پندرہ سال کا طویل عرصہ گزارنے کے بعد حضرت خدیجہؓ نے پہلی وحی کے موقع پہ جو گواہی دی، جب وحی ہوئی اور آنحضرت ﷺ بہت پریشان تھے کہ کیا ہو گیا تو حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا کہ بخدا اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے اور رشتہ داروں سے حسن سلوک فرماتے ہیں اور غریبوں ناداروں کے بوجھ اٹھاتے ہیں اور معدوم ہو جانے والی نیکیوں کو زندہ کرنے والے ہیں‘‘، یعنی جو نیکیاں ختم ہوگئی ہیں ان کو دوبارہ زندہ کرنے والے ہیں’’ اور سچ بولنے کے نتیجہ میں پیش آنے والی مشکلات کے باوجود حق کے ہی معین و مددگار ہیں‘‘۔(یعنی سچی بات ہی کہتے ہیں’’ اور مہمان نواز بھی ہیں‘‘۔(بخاری بدء الوحی)

تو ایک انسان میں جو خصوصیات ہونی چاہئیں خاص طور پر ایک مرد میں جن خصوصیات کا ہونا ضروری ہے جس سے پاک معاشرہ وجود میں آسکتا ہے وہ یہی ہے جن کا ذکر حضرت خدیجہؓ نے آپؐ کے خلق کے ضمن میں فرمایا کہ صلہ رحمی اور حسن سلوک، رشتہ داروں کا خیال، ان کی ضروریات کا خیال، ان کی تکالیف کو دور کرنے کی کوشش۔اب صلہ رحمی بھی بڑا وسیع لفظ ہے اس میں بیوی کے رشتہ داروں کے بھی وہی حقوق ہیں جو مرد کے اپنے رشتے داروں کے ہیں۔ان سے بھی صلہ رحمی اتنی ہی ضروری ہے جتنی اپنوں سے۔اگر یہ عادت پیدا ہو جائے اور دونوں طرف سے صلہ رحمی کے یہ نمونے قائم ہو جائیں تو پھر کیا کبھی اس گھر میں تُو تکار ہوسکتی ہے؟ کوئی لڑائی جھگڑا ہوسکتا ہے؟ کبھی نہیں۔کیونکہ اکثر جھگڑے ہی اس بات سے ہوتے ہیں کہ ذرا سی بات ہوئی یا ماں باپ کی طرف سے کوئی رنجش پیدا ہوئی یا کسی کی ماں نے یا کسی کے باپ نے کوئی بات کہہ دی، اگر مذاق میں ہی کہہ دی اور کسی کو بری لگی تو فوراً ناراض ہو گیا کہ میں تمہاری ماں سے بات نہیں کروں گا، میں تمہارے باپ سے بات نہیں کروں گا۔میں تمہارے بھائی سے بات نہیں کروں گا پھر الزام تراشیاں کہ وہ یہ ہیں اور وہ وہ ہیں تو یہ زود رنجیاں چھوٹی چھوٹی باتوں پر، یہی پھر بڑے جھگڑوں کی بنیاد بنتی ہیں۔

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر اپنی بیویوں کے رشتہ داروں سے اور ان کی سہیلیوں سے حسن سلوک فرمایا کرتے تھے۔بے شمار مثالوں میں سے ایک یہاں دیتا ہوں۔

راوی نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ کی بہن ہالہ کی آواز کان میں پڑتے

ہی کھڑے ہوکران کا استقبال کرتے اور خوش ہوکر فرماتے یہ تو خدیجہ کی بہن حالہ آئی ہے۔ اور آپ کا یہ دستور تھا کہ گھر میں کبھی کوئی جانور ذبح ہوتا تو اس کا گوشت حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں میں بھجوانے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔(صحیح مسلم کتاب الفضائل با ب من فضائل خدیجه)

لیکن یہاں تھوڑی سی وضاحت بھی کردوں اس کی تشریح میں۔ بعض باتیں سامنے آتی ہیں جن کی وجہ سے وضاحت کرنی پڑ رہی ہے۔ کیونکہ معاشرے میں عورتیں اور مرد زیادہ مکس اپ (Mixup) ہونے لگ گئے ہیں۔ اس سے کوئی یہ مطلب نہ لے لے کہ عورتوں کی مجلسوں میں بھی بیٹھنے کی اجازت مل گئی ہے اور بیویوں کی سہیلیوں کے ساتھ بیٹھنے کی بھی کھلی چھٹی مل گئی ہے۔ خیال رکھنا بالکل اور چیز ہے اور بیوی کی سہیلیوں کے ساتھ دوستانہ کرلینا بالکل اور چیز ہے۔ اس سے بہت سی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں۔ کئی واقعات ایسے ہوتے ہیں کہ پھر بیوی تو ایک طرف رہ جاتی ہے اور سہیلی جو ہے وہ بیوی کا مقام حاصل کرلیتی ہے۔ مرد تو پھر اپنی دنیا بسالیتا ہے لیکن وہ پہلی بیوی بیچاری روتی رہتی ہے۔ اور یہ حرکت سراسر ظلم ہے اور اس قسم کی اجازت اسلام نے قطعاً نہیں دی۔ کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں شادی کرنے کی اجازت ہے یہاں ان معاشروں میں خاص طور پر احتیاط کرنی چاہئے۔ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں، اُس بیوی کا بھی خیال رکھیں جس نے ایک لمبا عرصہ تنگی ترشی میں آپ کے ساتھ گزارا ہے۔ آج یہاں پہنچ کر اگر حالات ٹھیک ہوگئے ہیں تو اس کو دھتکار دیں، یہ کسی طرح بھی انصاف نہیں ہے۔

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے ایک دفعہ آپؐ کو کہا کہ اے اللہ کے رسول! خدا نے آپؐ کو اس قدر اچھی اچھی بیویاں عطا فرمائی ہیں۔ اب اس بڑھیا (یعنی حضرت خدیجہؓ) کا ذکر جانے بھی دیں۔ تو آپؐ نے فرماتے تھے کہ نہیں، نہیں۔ خدیجہ اس وقت میری ساتھی بنی جب میں تنہا تھا۔ وہ اس وقت میری سپر بنی جب میں بے یارو مددگار تھا۔ وہ اپنے مال کے ساتھ مجھ پر فدا ہوگئیں اور اللہ تعالیٰ نے ان سے مجھے اولاد بھی عطا کی۔ انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔

(مسند احمد بن حنبل جلد نمبر٦ صفحه ١١٨ مطبوعه بيروت)

تو یہ ہے اسوۂ حسنہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے اور ایسے معاملات سن کر بڑی تکلیف ہوتی ہے، طبیعت بعض دفعہ بے چین ہوجاتی ہے کہ ہم میں سے بعض کس طرف چل پڑے ہیں۔ بیوی کی ساری قربانیاں بھول جاتے ہیں حتیٰ کہ بعض تو اس حد تک کمینگی پر آتے ہیں کہ بیوی سے رقم لے کر اس پر دباؤ ڈال کر اس کے ماں باپ سے رقم وصول کرکے کاروبار کرتے ہیں یا زبردستی بیوی کے پیسوں سے خریدے ہوئے مکان میں اپنا حصہ ڈال لیتے ہیں اور پھر اس کو مستقل دھمکیاں ہوتی ہیں۔ اور بعض دفعہ تو حیرت ہوتی ہے کہ اچھے بھلے شریف خاندانوں کے لڑکے بھی ایسی حرکتیں کررہے ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ کچھ خوف خدا کریں اور اپنی اصلاح کریں۔ ورنہ یہ واضح ہو کہ نظام جماعت، اگر نظام کے پاس معاملہ آجائے تو، کبھی ایسے بیہودہ لوگوں کا ساتھ نہیں دیتا، نہ دے گا۔ اور پھر یہی نہیں کہ لڑکے خود کرتے ہیں بلکہ ایسے لڑکوں کے ماں باپ بھی ان پر دباؤ ڈال کے ایسی حرکتیں کرواتے ہیں۔ وہ بھی یاد رکھیں کہ ان کی بھی بیٹیاں ہیں اور ان سے بھی یہی سلوک ہوسکتا ہے۔ اور اگر بیٹیاں نہیں ہیں جن کی تکلیف کا احساس ہو، بعضوں کے بیٹے ہوتے ہیں اس لئے ان کو بیٹیوں کی تکلیف کا پتہ ہی نہیں لگتا۔ تو یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کو تو جان دینی ہے، اس کے حضور تو حاضر ہونا ہے۔

حضرت عائشہؓ ایک روایت کرتی ہیں کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دیر سے گھر لوٹتے تو کسی کو زحمت دیئے یا جگائے بغیر خود ہی کھانا لے کر تناول فرما لیتے یا دودھ ہوتا تو خود ہی لے کر نوش فرما لیتے۔(مسلم كتاب الاشربه باب اكرام الضيف)

یہ اسوہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لیکن بعض مثالیں ایسی سامنے آتی ہیں، عموماً اب یہ ہوتا ہے کہ مرد لیٹ کام سے واپس آتے ہیں اور یہ روز کا معمول ہے اور اگر بیوی کسی دن طبیعت کی خرابی کی وجہ سے پہلے کھانا کھالے تو ایک قیامت برپا ہوجاتی ہے۔ موڈ بگڑ جاتے ہیں کہ تم نے میرا انتظار کیوں نہیں کیا۔ ہمارے معاشرے میں پاکستانی، ہندوستانی اس مشرقی معاشرے میں یہ بات زیادہ پیدا ہوتی جارہی ہے، پہلے بھی تھی لیکن پڑھے لکھے ہونے کے ساتھ ساتھ ختم ہونی چاہئے تھی، اس کی بھی اصلاح کرنی چاہئے۔ اور 'زیادہ' سے میرا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک دو فیصد بھی ہمارے اندر ہے تب بھی قابل فکر ہے، بڑھ سکتی ہے۔ پھر اس وجہ سے خاوند تو جو ناراض ہوتا ہے بیوی سے تو ہوتا ہے، ساس سسر بھی ناراض ہو جاتے ہیں اپنی بہو سے۔ کہ تم نے کیوں انتظار نہیں کیا۔

پھر ایک روایت ہے۔ آنحضرتؐ کی ایک بیوی حضرت صفیہؓ تھیں جو رسول اللہ کے شدید معاند اور یہودی قبیلہ بنونضیر کے سردار حیئی بن اخطب کی بیٹی تھیں۔ جنگ خیبر سے واپسی پر آنحضرتؐ نے اونٹ پر حضرت صفیہؓ کے لئے خود جگہ بنائی۔ آپؐ نے جو عبا زیب تن کر رکھا تھا اسے اتار کر اور تہہ کرکے حضرت صفیہ کے بیٹھنے کی جگہ پر بچھا دیا۔ پھر ان کو سوار کرتے ہوئے آپ نے اپنا گھٹنا ان کے آگے جھکا دیا۔ اور فرمایا کہ اس پر پاؤں رکھ کر اونٹ پر سوار ہوجاؤ۔(بخاری کتاب المغازی باب غزوةخیبر)

تو دیکھیں کس طرح آپ نے بیوی کا خیال رکھا۔ یہ نمونے آپؐ نے ہمیں عمل کرنے کے لئے دیئے ہیں۔ آج کل بعض لوگ صرف اس خیال سے بیویوں کا خیال نہیں رکھتے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ بیوی کا غلام ہوگیا ہے۔ بلکہ حیرت ہوتی ہے بعض لڑکوں کے، مردوں کے بڑے بزرگ رشتہ دار بھی بچوں کو کہہ دیتے ہیں کہ بیوی کے غلام نہ بنو۔ بجائے اس کے کہ آپس میں ان کی محبت اور سلوک میں اضافہ کرنے کا باعث بنیں۔ اپنے لئے کچھ اور پسند کررہے ہوتے ہیں، دوسروں کے لئے کچھ اور پسند کررہے ہوتے ہیں۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو نمونہ گھریلو زندگی میں ہے ہر لحاظ سے مثالی اور بہترین تھا آپ اپنے اہل خانہ کے نان ونفقہ کا بطور خاص اہتمام فرماتے تھے۔ یعنی جو ان کے اخراجات ہیں ان کا خاص اہتمام فرماتے تھے۔ حتیٰ کہ اپنی وفات کے وقت بھی ازواج مطہرات کے نان نفقہ کے بارے میں تاکیدی ہدایت کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا خرچہ ان کو باقاعدگی کے ساتھ ادا کیا جائے۔(بخاری کتاب الوصایا باب نفقة القيم للوقت)

اس بات سے وہ مرد جو عورتوں کے مال پر نظر رکھے رہتے ہیں، انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ذمہ داری ان کی ہے اور عورت کی رقم پر ان کا کوئی حق نہیں۔ اپنے بیوی بچوں کے خرچ پورے کرنے کے وہ مرد خود ذمہ دار ہیں۔ اس لئے جو بھی حالات ہوں چاہے مزدوری کرکے اپنے گھر کے خرچ پورے کرنے پڑیں ان کا فرض ہے کہ وہ گھر کے خرچ پورے کریں۔ اور اس محنت کے ساتھ اگر دعا بھی کریں تو پھر اللہ تعالیٰ برکت بھی ڈالتا ہے اور کشائش بھی پیدا فرماتا ہے۔

ایک روایت ہے حضرت سلمان بن احوص روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضورؐ کے ہمراہ موجود تھے۔ اس موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حمد وثناء کے بعد وعظ ونصیحت فرمائی اور پھر فرمایا کہ عورتوں کے بارے میں ہمیشہ بھلائی کے لئے کوشاں رہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ قیدیوں کی طرح بندھی ہوئی ہیں۔ تم ان پر کوئی حق ملکیت نہیں رکھتے سوائے اس کے کہ وہ کھلی کھلی بے حیائی کی مرتکب ہوں (یعنی تمہارا حق ملکیت نہیں کہ جب چاہو مارنا شروع کردو جب چاہو جو مرضی سلوک کرلو۔ سوائے اس کے کہ وہ بے حیائی کی مرتکب ہوں)۔ اور ان کا تم پر یہ حق ہے کہ تم ان کے کپڑوں اور کھانے کا بہترین خیال رکھو۔(ترمذی کتاب الرضاع)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں کے کامل نمونہ ہیں آپؐ کی زندگی میں دیکھو کہ آپ عورتوں کے ساتھ کیسی معاشرت کرتے تھے۔ میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی کا مطالعہ کرو تمہیں معلوم ہو کہ آپ ایسے خلیق تھے۔ باوجودیکہ آپ بڑے بارعب تھے لیکن اگر کوئی ضعیفہ عورت بھی آپ کو کھڑا کرتی تھی تو آپؐ اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک کہ وہ اجازت نہ دے۔(ملفوظات جلد نمبر ۴ صفحه ۴۴۔جدید ایڈیشن)

کھلا کپڑا اور ریڈی میڈ سوٹ خصوصی رعایتی قیمت پر

جلسہ سالانہ پر آنے والے احمدی مسلمان بھائیوں کے لئے خصوصی رعایتی قیمت پر کھلا کپڑا اور ریڈی میڈ سوٹ کے لئے ہماری دوکان پر تشریف لائیں جو ساؤتھ آل میں ۹۵ دی براڈوے پر ہے

The name in Indian Fashion

G.R.FABRICS - 95 The Broadway - Southall

Tel: 020-8813-8204

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

پھر ایک روایت ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں سے بھلائی سے پیش آیا کرو۔ عورت یقیناً پسلی سے پیدا کی گئی ہے۔ پسلی کے اوپر کے حصے میں زیادہ کجی ہوتی ہے اگر تم اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ دو گے۔ اور تم اسے چھوڑ دو گے تو ٹیڑھی ہی رہے گی۔ پس تم اس سے بھلائی ہی سے پیش آیا کرو۔

ایک اور روایت میں ہے کہ عورت پسلی کی طرح ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو توڑ دو گے اور اگر تم اس سے فائدہ اٹھانا چاہو تو تم اس کی کجی کے باوجود اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب خلق آدم وذریتہ)

اب پسلی کا زاویہ یا گولائی جو بھی ہے وہی اس کی مضبوطی ہے۔ اور انتہائی نازک حصہ بھی کسی جاندار کا اس کے حصار میں ہے۔ یعنی دل اور بعض دوسری چیزیں بھی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی اس تخلیق سے انسان نے فائدہ اٹھایا ہے۔ اس لئے دیکھ لیں عمارتوں اور پُلوں میں جہاں زیادہ مضبوطی دینی ہو اسی طرح گولائی دی جاتی ہے۔ تو فرمایا کہ عورت کا جو مضبوط کردار ہے اس سے اگر فائدہ اٹھانا ہے تو اس کو زیادہ اپنے مطابق ڈھالنے کی کوشش نہ کرو ورنہ فائدہ تو کیا وہ تمہارے کسی کام کی بھی نہیں رہے گی۔ لیکن یہ بھی ثابت شدہ ہے کہ عورت میں اللہ تعالیٰ نے قربانی کا مادہ بہت زیادہ رکھا ہے۔ اگر خود نمونہ بن کر اس سے نیکی سے پیش آؤ گے تو وہ خود اپنے آپ کو تمہاری خواہشات پر قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہے گی۔ اس لئے اس سے زیادہ فائدہ سختی سے نہیں بلکہ پیار و محبت سے ہی اٹھایا جا سکتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ ” یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو۔ خُذُوْا الرِّفْقَ، خُذُوْا الرِّفْقَ، فَاِنَّ الرِّفْقَ رَأْسُ الْخَیْرَاتِ۔ کہ نرمی کرو نرمی کرو کہ تمام نیکیوں کا سر نرمی ہے“۔........... فرمایا کہ ” حتی المقدور پہلا فرض مومن کا ہر ایک کے ساتھ نرمی حسن اخلاق ہے اور بعض اوقات تلخ الفاظ کا استعمال بطور تلخ دوا کے جائز ہے۔

(اربعین نمبر ۳ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۲۶۔حاشیہ)

اس الہام پر جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حاشیہ رقم فرمایا ہے اس میں آپؑ تحریر فرماتے ہیں کہ ” اس الہام میں تمام جماعت کے لئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں۔ وہ ان کی کنیزیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدے میں دغاباز نہ ٹھہرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ﴿ وَعَاشِرُوْ هُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور حدیث میں ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ ان کے لئے دعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو۔ کیونکہ نہایت بد خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو گندے برتن کی طرح مت توڑو۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۷۵۔ حاشیہ۔ وتذکرہ صفحہ ۳۹۶۔۳۹۷)

پھر فرمایا: ” اسی طرح عورتوں اور بچوں کے ساتھ تعلقات اور معاشرت میں لوگوں نے غلطیاں کھائی ہیں اور جادۂ مستقیم سے بہک گئے ہیں“۔ سیدھے رستے سے ہٹ گئے ہیں۔ ” قرآن شریف میں لکھا ہے کہ ﴿ وَعَاشِرُوْ هُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ مگر اب اس کے خلاف عمل ہو رہا ہے“۔ فرمایا کہ ” دو قسم کے لوگ اس کے متعلق بھی پائے جاتے ہیں ایک گروہ تو ایسا ہے کہ انہوں نے عورتوں کو بالکل خلیع الرسن کر دیا ہے“۔ (یعنی بے حیائی کرنے کی کھلی چھٹی دے دی ہے) ” دین کا ان پر کوئی اثر ہی نہیں ہوتا اور وہ کھلے طور پر اسلام کے خلاف کرتی اور کوئی ان سے نہیں پوچھتا۔ بعض ایسے ہیں انہوں نے خلیع الرسن تو نہیں کیا مگر اس کے بالمقابل ایسی سختی اور پابندی کی ہے کہ ان میں اور حیوانوں میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا۔ اور کنیزوں اور بہائم (یعنی جانوروں) سے بھی بدتر ان سے سلوک ہوتا ہے۔ مارتے ہیں تو ایسے بے درد ہو کر کہ کچھ پتہ ہی نہیں کہ آگے کوئی جاندار ہستی ہے یا نہیں۔ غرض بہت ہی بری طرح سلوک کرتے ہیں۔ یہاں کے پنجاب میں مثل مشہور ہے کہ عورت کو پاؤں کی جوتی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں کہ ایک اتار دی اور دوسری پہن لی۔ یہ بڑی خطرناک بات ہے اور اسلام کے شعائر کے خلاف ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری باتوں میں کامل نمونہ ہیں۔ آپ کی زندگی دیکھو کہ آپ عورتوں سے کیسی معاشرت کرتے تھے۔ میرے نزدیک وہ شخص بزدل اور نامرد ہے جو عورت کے مقابلے میں کھڑا ہوتا ہے“۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۸۷۔۳۸۸۔جدید ایڈیشن)

بعض دفعہ گھروں میں چھوٹی موٹی چپقلشیں ہوتی ہیں ان میں عورتیں بحیثیت ساس کیونکہ ان کی طبیعت ایسی ہوتی ہے وہ کہہ دیتی ہیں کہ بہو کو گھر سے نکالو لیکن حیرت اس وقت ہوتی ہے جب سسر بھی، مرد بھی جن کو اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہوئی ہے اپنی بیویوں کی باتوں میں آ کر یا خود ہی بہوؤں کو برا بھلا کہنا شروع کر دیتے ہیں حتیٰ کہ بلاوجہ بہوؤں پہ ہاتھ بھی اٹھا لیتے ہیں۔ پھر بیٹوں کو بھی کہتے ہیں کہ مارو اور اگر مر گئی تو کوئی فرق نہیں پڑتا اور بیوی لے آئیں گے۔ اللہ عقل دے ایسے مردوں کو۔ ان کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہ الفاظ یاد رکھنے چاہئیں کہ ایسے مرد بزدل اور نامرد ہیں۔

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ” چاہئے کہ بیویوں سے خاوندوں کا ایسا تعلق ہو جیسے دو سچے اور حقیقی دوستوں کا ہوتا ہے۔ انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں اگر انہیں سے ان کے تعلقات اچھے نہیں ہیں تو پھر کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ سے صلح ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ تم میں سے اچھا ہے وہ جو اپنے اہل کے لئے اچھا ہے“۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۰۰۔۳۰۱ ۔جدید ایڈیشن)

ایک دفعہ مسجد میں مستورات کا ذکر چل پڑا تو ان کے متعلق احمدی احباب میں سے سر برآوردہ ممبر کا ذکر سنایا کہ ان کے مزاج میں اول سختی تھی عورتوں کو ایسا رکھا کرتے تھے جیسے زندان میں رکھا کرتے ہیں یعنی قید میں رکھا کرتے ہیں۔ اور ذرا وہ نیچے اترتیں تو ان کو مارا کرتے۔ لیکن شریعت میں حکم ہے کہ ﴿ وَعَاشِرُوْ هُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ (نساء: ۲۰)۔ نمازوں میں عورتوں کی اصلاح اور تقویٰ کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ قصاب کی طرح برتاؤ نہ کریں“ (فرمایا کہ قصائی کی طرح برتاؤ نہ کریں) ” کیونکہ جب تک خدا نہ چاہے کچھ نہیں ہو سکتا“۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۱۸)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے (یعنی اس کے رشتہ داروں سے بھی) نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ (کشتیٔ نوح روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۹)

پھر مرد کے فرائض میں سے بچوں کے حقوق بھی ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ ابرار کو اللہ تعالیٰ نے ابرار اس لئے کہا ہے کہ انہوں نے اپنے والدین اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ جس طرح تم پر تمہارے والد کا حق ہے اسی طرح تم پر تمہارے بچے کا حق ہے۔

(الادب المفرد للبخاری باب برالأب لولدہ)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اس کے ساتھ اس کا ایک چھوٹا بچہ تھا وہ اسے اپنے ساتھ چمٹانے لگا اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس پر رحم کرتا ہے؟ اس پر اس نے کہا جی حضور! تو حضورؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے بہت زیادہ رحم کرے گا جتنا تو اس پر کرتا ہے اور وہ خدا ارحم الراحمین ہے۔

(الادب المفرد للبخاری باب رحمة العیال)

پھر حضرت ایوب اپنے والد اور اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہو۔

(ترمذی ابواب البر والصلة باب فی ادب الولد)

تو اس زمانے میں اور خاص طور پر اس ماحول میں باپوں کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ صرف اپنی باہر کی ذمہ داریاں نہ نبھائیں، گھروں کی بھی ذمہ داری ہے۔ اور اس کو سمجھیں کیونکہ ہر طرف سے معاشرہ اور بگاڑنے والا ماحول منہ کھولے کھڑا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ” میرے نزدیک بچوں کو یوں مارنا شرک میں داخل ہے“۔ (بعض دفعہ بعض باپوں کو سزائیں دینے کا بہت شوق ہوتا ہے) ” گویا بدمزاج مارنے والا ہدایت اور ربوبیت میں اپنے تئیں حصہ دار بنانا چاہتا ہے“۔ (اپنے آپ کو حصہ دار بنانا چاہتا ہے)۔ ” ایک جوش والا آدمی جب کسی بات پر سزا دیتا ہے تو اشتعال میں بڑھتے بڑھتے دشمن کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اور جرم کی حد میں سزا سے کوسوں تجاوز کر جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص خوددار اور اپنے نفس کی باگ کو قابو سے نہ دینے والا ہو اور پورا متحمل اور بردبار اور باسکون اور باوقار ہو تو اسے البتہ حق پہنچتا ہے“ (کہ اگر مغلوب الغضب نہ ہو، غصے میں نہ ہو بلکہ اگر اصلاح کی خاطر سزا دینی ہو تو اس کو حق ہے) ” کہ کسی وقت

M. S. DOUBLE GLAZING LTD
Supplier & Installers
UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries
For Friendly Quote Please Contact: Muhammad Sajid Qamar
Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

مناسب پر کسی حد تک بچہ کو سزا دے یا چشم نمائی کرے‘‘ (یا اس کو معاف کر دے) مگر مغلوب الغضب اور سبک سر اور طائش العقل ہرگز سزاوار نہیں کہ بچوں کی تربیت کا متکفل ہو۔

پھر فرمایا کہ: ’’جس طرح اور جس قدر سزا دینے میں کوشش کی جاتی ہے کاش دعا میں لگ جائیں اور بچوں کے لئے سوز دل سے دعا کرنے کو ایک حزب ٹھہرا لیں اس لئے کہ والدین کی دعا کو بچوں کے حق میں خاص قبول بخشا گیا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۱۸۔جدید ایڈیشن)

بعض لوگ صرف اپنے بچوں تک ہی ربوبیت میں حصہ دار نہیں بنتے بلکہ دوسروں میں اور نظام میں بھی دخل اندازی کر کے اپنے آپ کو بالا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اب کل ہی یہاں مسجد میں ایک واقعہ ہوا ہے۔ وقف نو کی کلاس تھی اور کینیڈا والوں کی کلاس تھی واقفین نو کی۔ تو امریکہ سے ایک شخص اپنے بچے کے ساتھ آیا ہوا تھا اور زبردستی کوشش تھی کہ میرا بچہ بھی کلاس میں بیٹھے گا اور اس حد تک مغلوب الغضب ہو گیا کہ انتظامیہ سے بھی لڑائی شروع کر دی اور بچے کو بھی ڈانٹنا اور مارنا شروع کر دیا بلکہ بچے بیچارے کو غصے میں سیڑھیوں سے نیچے پھینک دیا۔ وہ تو شکر ہے کہ اس کو چوٹیں زیادہ نہیں لگیں اور غصے میں وہ شخص اتنی اونچی بول رہا تھا کہ باہر سے مسجد کے اندر تک آوازیں آ رہی تھیں۔ تو ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمارا رب صرف ایک رب ہے جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور تمہارے اس غصے سے تمہاری اس بداخلاقی سے اور تو کچھ نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ تمہارے اپنے اخلاق ظاہر ہو جائیں کہ وہ کیا ہیں۔ اس لئے استغفار کرو ورنہ ایسے لوگ پھر یاد رکھیں کہ اگر اصلاح کی کوشش نہ کی تو خود ہی اپنی بربادی کے سامان کرتے رہیں گے اور اسی میں گر جائیں گے۔

ایک روایت ہے، حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے بچوں کے ساتھ عزت سے پیش آؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو۔

(ابن ماجہ ابواب الادب باب برالوالد)

تو اپنے بچوں میں عزت نفس پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عزت کی جائے اس کو آداب سکھائے جائیں اس کی ایسے رنگ میں تربیت ہو کہ وہ دوسروں کی بھی عزت اور احترام کرنے والا ہو۔ اس طرح نہ اس کی تربیت کریں کہ اس عزت کی وجہ سے جو آپ اس کی کر رہے ہیں وہ خودسر ہو جائے، بگڑنا شروع ہو جائے، اپنے آپ کو دوسروں سے بالا سمجھنے، دوسروں سے زیادہ سمجھنے لگ جائے اور دوسرے بچوں کو بھی اپنے سے کمتر سمجھے اور بڑوں کا احترام بھی اس کے دل میں نہ ہو۔ تو تربیت ایسے رنگ میں کی جانی چاہئے کہ اعلیٰ اخلاق بھی بچے کو ساتھ ساتھ آئیں۔ تو یہ صاحب بھی جو وقف نو بچے کے باپ ہیں اپنی بھی اصلاح کریں تبھی ان کا بچہ وقف نو کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو لڑکیوں کے ذریعہ آزمائش میں ڈالے اور وہ ان سے بہتر سلوک کرے وہ اس کے لئے جہنم سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گی۔ (بخاری کتاب الادب)

تو دیکھیں کس قدر خوشخبری ہے ان لوگوں کے لئے جن کی لڑکیاں ہیں۔ انسان تو گناہگار ہے ہزاروں لغزشیں ہو جاتی ہیں۔ لیکن خدا تعالیٰ نے بھی قسم قسم کے راستے بخشش کے رکھے ہیں۔ تو لڑکیوں پر افسوس کرنے کی بجائے، جن کے ہاں لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں، ان کو شکر کرنا چاہئے اور ان کی نیک تربیت کرنی چاہئے اور ان کے لئے نیک نصیب کی دعا مانگنی چاہئے لیکن بعض دفعہ ایسے تکلیف دہ واقعات سامنے آتے ہیں کہ بعض لوگ اپنی بیویوں کو صرف اس لئے طلاق دے دیتے ہیں کہ تمہارے ہاں صرف لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں۔ تو خوف خدا کرنا چاہئے۔ کیا پتہ اگلی شادی میں بھی لڑکیاں ہی پیدا ہوں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور رات کو نماز تہجد کی ادائیگی کے لئے اٹھتے اور عبادت کرتے تھے جب طلوع فجر میں تھوڑا سا وقت باقی رہ جاتا تو مجھے بھی جگاتے اور فرماتے تم بھی دو رکعت ادا کر لو۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب الصلوۃ خلق القائم)

تو مردوں کی ایک سربراہ کی حیثیت سے یہ بھی ذمہ داری ہے کہ متقی بننے اور متقی خاندان کا سربراہ بننے کے لئے خود بھی نمازوں کی پابندی کریں۔ رات کو اٹھیں یا کم از کم فجر کی نماز کے لئے تو ضرور اٹھیں، اپنی بیوی بچوں کو بھی اٹھائیں۔ جو گھر اس طرح عبادت گزار افراد سے بھرے ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی برکات کو سمیٹنے والے ہوں گے۔ لیکن یاد رکھیں کہ کوشش بھی اس وقت بارآور ہوگی، اس وقت کامیابیاں ملیں گی کہ جب دعا کے ساتھ یہ کوشش کر رہے ہوں گے۔ صرف اٹھا کے اور ٹکریں مار کے نہیں بلکہ دعائیں بھی مسلسل کرتے رہیں اپنے لئے، اپنے بیوی بچوں کے لئے۔ اس لئے اپنی نمازوں میں بھی اپنی بیوی بچوں کے لئے بہت دعائیں کریں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ دعا سکھلائی ہے کہ ﴿اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ﴾ کہ میری بیوی بچوں کی اصلاح فرما اپنی حالت کی پاک تبدیلی اور دعاؤں کے ساتھ ساتھ اپنی اولاد اور بیوی کے واسطے بھی دعا کرتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ اکثر فتنے اولاد کی وجہ سے انسان پر پڑ جاتے ہیں اور اکثر بیوی کی وجہ سے۔ غرض ان کی وجہ سے بھی اکثر انسان پر مصائب شدائد آ جایا کرتے ہیں تو ان کی اصلاح کی طرف بھی پوری توجہ کرنی چاہئے اور ان کے واسطے بھی دعائیں کرتے رہنا چاہئے‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۴۵۶۔۴۵۷۔ جدید ایڈیشن)

پھر آپؑ نے فرمایا کہ میرا طریق کیا ہے کہ میں کس طرح دعائیں مانگا کرتا ہوں۔ فرمایا کہ مَیں التزاماً چند دعائیں ہر روز مانگا کرتا ہوں۔ پہلی یہ کہ اپنے نفس کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ خداوند کریم مجھ سے وہ کام لے جس سے اس کی عزت و جلال ظاہر ہو اور اپنی رضا کی پوری توفیق عطا کرے۔ دوسرے پھر اپنے گھر کے لوگوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ ان سے قرۃ العین عطا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی مرضیات کی راہ پر چلیں (یعنی آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلنے والے ہوں)۔ پھر تیسرے فرمایا کہ پھر مَیں اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ یہ سب دین کے خدام بنیں۔ پھر چوتھے فرمایا کہ میں اپنے مخلص دوستوں کے لئے نام بنام دعا کرتا ہوں۔ پھر پانچویں فرمایا پھر ان سب کے لئے جو اس سلسلے سے وابستہ ہیں خواہ ہم انہیں جانتے ہیں یا نہیں جانتے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۰۹۔ جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں اپنے حقوق و فرائض ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے بیوی بچوں کی طرف سے ہمارے لئے تسکین کے سامان پیدا فرمائے اور آنکھیں ٹھنڈی رکھے۔ اللہ کی عبادت کرنے والے ہوں اور نیکیوں پر قائم رہنے والے ہوں اور جب ہمارا اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہونے کا وقت آئے تو یہ تسلّی ہو کہ ہم اپنے پیچھے نیک اور دیندار اولاد چھوڑے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔

آج جلسہ سالانہ بھی شروع ہو رہا ہے بلکہ میرا خیال ہے اس خطبے کے ساتھ ہی شروع ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے پروگراموں سے آپ سب کو بھی اور آپ کے بیوی بچوں کو بھی فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ جس مقصد کے لئے آپ آئے ہیں اس کو پورا کرنے والے ہوں۔ یعنی اپنی روحانیت کو مزید صیقل کرنے کے لئے، مزید بڑھانے کے لئے۔ ان دنوں میں خاص طور پر دعاؤں پر اور دُرود پر بہت زور دیں۔ اپنے اخلاق کے اعلیٰ نمونے دکھائیں، اپنے اندر برداشت کا مادہ پیدا کریں۔ ذرا ذرا سی بات پر غصے میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ انتظامیہ ہر وقت آپ کی خدمت پر مامور ہے۔ لیکن اگر کوئی چھوٹی چھوٹی غلطیاں ہو جائیں تو صرفِ نظر کریں، معاف کرنے کی عادت ڈالیں۔ اللہ کی خاطر ان تین دنوں میں اگر تنگیاں برداشت کر بھی لیں تو کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن اس کا اجر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت ملے گا۔ آپس میں محبت اور بھائی چارے کی مثالیں قائم کریں۔ اگر کچھ لوگوں کی آپس کی رنجشیں ہیں تو ان رنجشوں کو دور کریں، ایک دوسرے کو معاف کریں اور آپس میں ایک ہو جائیں۔ اللہ کرے کہ یہ جلسہ آپ سب کے لئے پہلے سے بڑھ کر روحانی تبدیلی لانے کا باعث بنے۔ آمین

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اعتذار و تصحیح

الفضل انٹرنیشنل کے گزشتہ شمارہ نمبر ۲۸ کے صفحہ نمبر ۱۶ کے چوتھے کالم کے تیسرے پیرا میں کمپوزنگ کے دوران سہواً ایک لفظ غلط لکھا گیا ہے۔ اصل عبارت یوں پڑھی جائے۔

’’حضور انور از راہ شفقت Upper Deck پر تشریف لائے اور خدام کی تصاویر بھی لیں‘‘۔

قارئین کرام اس کے مطابق درستی فرمالیں۔

ادارہ اس فروگذاشت پر معذرت خواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ستاری اور مغفرت فرمائے۔

(ادارہ)

بقیہ :امام مہدی کا تصور
مودودی صاحب کی نظر میں
از صفحہ نمبر ۴

خبررہ کر نعمت الٰہی سے محروم نہ رہ جائیں۔مثلاً قرآن کریم ایک معیار یہ بتاتا ہے کہ مدعی الہام کی چالیس سالہ زندگی پر نگاہ ڈالو تو اگر تمہیں اس میں تقدس اور پاکیزگی کے سوا کچھ بھی نظر نہ آئے تو سمجھ لو کہ یہ ارضی انسان نہیں بلکہ آسمانی پیامبر ہے۔﴿فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾(سورۃ یونس:۱۷)

دوسرا معیار یہ بتاتا ہے کہ وہ مدعی کاذب نہیں جو﴿لَوْ تَقَوَّلَ﴾ کو وعید سے محفوظ ہو کر قتل سے بچ جائے اور اس کا سلسلہ تباہ و برباد ہونے کی بجائے ایک عالمگیر شہرت حاصل کرلے۔

تیسرا معیار یہ بتاتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کے ذریعہ مختلف اخبار غیبیہ کا بکثرت ظہور فرماتا ہے جو اپنے وقت پر پوری ہوتی ہیں۔﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ......الخ﴾ (آل عمران:۱۸۰)

چوتھا معیار یہ بتاتا ہے کہ نبی کی پیش کردہ تعلیم اور مجتہدانہ بصیرت میں ایک خاص مقناطیسی کشش ہوتی ہے جس سے ایک عالم کا عالم کھنچا ہوا اس کے پاس آجاتا ہے ۔ اور جو لوگ اس کی غلامی سے باہر بھی کھڑے رہتے ہیں وہ بھی اسے اپنانے کی کوشش کرتے ہیں اور بزبان حال پکار اٹھتے ہیں۔﴿لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ﴾ ۔(کاش وہ مسلمان ہوتے)

رسول مقبول اور صلحائے امت کے اشارے

یہ تو وہ فیصلہ کن معیار ہیں جو قرآن مجید ہمیں امام مہدی بلکہ ہر مدعی الہام و نبوت کی شناخت کے لئے بتاتا ہے۔اب اگر حدیث اور علماء امت سے الامام المہدی کی علامات ملاحظہ کریں تو ہمیں اس آنے والے موعود کی تلاش میں کوئی دقت نہیں رہ جاتی ۔چنانچہ ہمیں بتایا جاتا ہے کہ:۔

(۱)اس مہدی کا زمانہ تیرھویں صدی کا آخر اور چودھویں صدی کا آغاز ہے۔(حجج الکرامہ از نواب صدیق حسن خان صاحب صفحہ ۴۱)

(۲)اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْخَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ۔

(دارقطنی مطبع فاروقی دلّی صفحہ ۱۸۸)

یعنی جب سے زمین و آسمان پیدا ہوئے یہ دو نشان کسی مامور کے وقت ظاہر نہیں ہوئے ۔ بلکہ امام مہدی کیلئے ظاہر ہوں گے۔ان میں ایک یہ کہ رمضان کے مہینہ میں چاند کو تیرھویں تاریخ میں جو اس کی مقررہ تاریخوں میں سے پہلی ہے گرہن لگے گا۔اور دوسرا یہ کہ سورج کا گرہن اپنی درمیانی تاریخ یعنی اٹھائیس کو دکھائی دیگا۔اور یہ دونوں نشان رمضان کے مہینہ میں ظاہر ہونگے۔

(۳)وہ مشرق سے ظاہر ہوگا اور سرزمین کدعہ سے طلوع کریگا۔(جواہر الاسرار از شیخ حمزہ بن علی صفحہ ۵۶)

(۴)اس کا رنگ گندم گوں ہوگا۔پیشانی فراخ اور چمکدار ہوگی۔ناک بلند ہوگا اور بال سیدھے اور لمبے ہونگے۔(بخاری کتاب الفتن باب ذکر الدجال۔ سنن ابی داؤد ۔الصراط السویٰ صفحہ ۴۰۳۔ اقتراب الساعۃ صفحہ ۶۳۔ حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۰)

(۵)اس کے زمانہ میں حقیقت محمدی، حقیقت احمدی سے موسوم ہوگی۔(مبدء المعاد از مجدد الف ثانیؒ مطبع مجددی امرتسر صفحہ ۵۸)

(۶)وہ کاسر صلیب ہوگا۔جس کے الہامی معنی یہ ہے کہ مذہب عیسائیت کی دھجیاں اڑادیگا۔
(عمدۃ القاری فی شرح بخاری جلد نمبر ۵ صفحہ ۵۸۴۔ مطبوعہ مصر علامہ طیبی اور عینی شرح بخاری جلد نمبر ۵)

(۷)امام مہدی کا ایک فرزند جس کا نام محمود ہوگا اسکی وفات کے بعد کھڑا ہوگا اور اس کے مشن کی تکمیل کریگا۔(پیشگوئی حضرت امام یحییٰ بن عقب ۔اربعین فی احوال المہدیین)

یہ ہیں چند موٹی موٹی علامات جو حدیث اور صلحاء امت کے اقوال سے ہمیں ملتی ہیں۔

مہدئ امت کا ظہور

قرآن مجید رسول اکرم ﷺ اور صلحائے امت سے راہنمائی حاصل کرنے کے بعد جب دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک نگاہ ڈالتے ہیں اور آج سے نصف صدی پیچھے ہٹتے ہیں تو ہماری مسرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ان تمام علامات اور معیاروں کے بالکل مطابق چودھویں صدی کے آغاز میں منصب مہدویت کے سرتاج کی طرف سے یہ دلربا آواز آرہی ہے۔

رسید مژدہ ز غیبم کہ من ہماں مردم
کہ او مجدد ایں دین و رہنما باشد

ہم آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہیں تو آسمان پر اس کی خاطر رمضان میں کسوف و خسوف کا نشان ہمارے سامنے آجاتا ہے۔وہ ہندوستان یعنی مشرق کا رہنے والا قادیان یعنی کدعہ کی بستی اس کا مہبط ہے اور وہ ایک عالم کو مخاطب ہو کر اپنے حلیہ کے متعلق پُر زور الفاظ سے یہ اعلان کررہا ہے۔ؐ

موعودم و بحلیۂ ماثور آمدم
حیف است گر بدیدہ نہ بینند منظرم

پھر اس کی تحریک احمدیت کے نام سے دنیا پر چھا رہی ہے اور احمدی کہلانے والے اس کے حلقۂ عقیدت میں شامل ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ اس کے کاسر الصلیب ہونے کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہوگا کہ اپنوں کے علاوہ بیگانوں کی زبان پر بھی جاری ہے:۔

’’اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اسکی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس سے زیادہ خطرناک اور مستحق کامیاب حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔‘‘

(اخبار وکیل امرتسر ۳۰ مئی ۱۹۰۸)

پھر ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ امام مہدی کا موعود فرزند محمود گزشتہ نوشتوں کے مطابق دنیا کے پردہ پر رونق افروز ہو چکا ہے۔یہ سب کچھ دیکھ کر ہمارا دل رقت سے بھر جاتا ہے اور رسول اکرم ﷺ کی قوت قدسی اور اولیائے امت کی روحانی قوت کا ہمیں اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے جو کچھ فرمایا تھا وہ ہماری آنکھوں کے سامنے پورا ہوگیا ہے۔اور یہ معلوم کر کے کہ وہ آنے والا موعود کسی نئی شریعت، کسی نئے قانون اور کسی نئی نبوت کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ اسے دربار رسالتؐ کی غلامی اور دربانی پر ایک ناز ہے اور وہ روح پرور انداز سے دنیا میں منادی کررہا ہے۔

ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ زبحر کمال محمدؐ است

ہماری روح سجدہ میں گرجاتی ہے اور زبان سے بیساختہ جاری ہوجاتا ہے۔**ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان اٰمنوا بربکم فاٰمنا۔**

قرآن کے معیار صداقت

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اولیاء کرام کی بیان فرمودہ علامات کے بعد جب ہم خود قرآن کے اعتبار سے اسے جانچتے ہیں تو اس کی صداقت سورج کی طرح روشن ہوجاتی ہے۔

اس کے دعویٰ مہدویت سے قبل زندگی پر اس کے چیلنج کے باوجود کسی دشمن کو بھی اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہوسکی بلکہ اس کے مخالفین بھی اس کی مقدس اور مطہر زندگی کا اقرار کررہے ہیں۔(علیگڑھ انسٹی ٹیوٹ جون ۱۹۰۸ء۔ تہذیب نسواں ۔وکیل ۳۰/مئی ۱۹۰۸ء ۔اخبار زمیندار مئی ۱۹۰۸ء ۔اشاعۃ السنہ جلد ۷ نمبر ۹ صفحہ ۲۸۲)

اس کے وجود میں خدائی حفاظت کے یہ سامان نظر آتے ہیں کہ ہندو، عیسائی اور مسلمان غرضیکہ سب قومیں اسے قتل کردینے کے درپے ہیں مگر وہ اللہ کا بندہ تنہا ہونے کے باوجود شیر کی طرح کھڑا آواز دے رہا ہے۔

اے آنکہ سوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخ مثمرم

اس کی جماعت مخالفت کے بے پناہ طوفانوں کے باوجود بڑھتی چلی جارہی ہے اور اسلام کے نام لیوا یہ دیکھ دیکھ کر حیران ہورہے ہیں کہ وہ بیج جو قادیان میں بویا گیا تھا اب ایک تناور درخت بنتا چلا جارہا ہے۔جس کی شاخیں ایک طرف چین تک پہنچی ہوئی ہیں اور دوسری طرف یورپ کے ساحلوں تک پھیل رہی ہیں۔

یہ موعود اپنے ساتھ صدہا نشانات اور معجزات بھی لایا ہے۔زار روس کی دردناک حالت ،ایوان کسریٰ میں تزلزل ،مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت ، خلافت عثمانیہ کا سقوط ،طاعون،ہجرت ، مصلح موعود ، مسلمانوں کی از سر نو ترقی ، بے شمار پیشگوئیاں اس نے قبل از وقت سنائیں جو بعد میں پوری شان سے وقوع پذیر ہوئیں اور ہورہی ہیں۔

اس کی تعلیم میں ایک خاص کشش ہے۔علماء سہمے ہوئے پھر رہے ہیں کہ اگر عوام اس کی کتب اور تحریرات کا مطالعہ کریں گے تو اس کی صداقت آشکار ہو جائے گی اور ان کا جادو ٹوٹ جائیگا۔ان میں سے ایک طبقہ اسکے پیدا کردہ مجتہدانہ نظام کی وسیع پیمانے پر نقالی بھی کررہا ہے اور لَوْ كَانُوْا مُسْلِمِيْن کی حسرت میں کھویا جارہا ہے۔

یہ ہے وہ حقیقی مہدی جس کی صداقت پر قرآن بھی گواہ ہے ،حدیث اور امت کے اقوال بھی اسکی تصدیق کررہے ہیں اور یہی وہ اسلام کا فتح نصیب جرنیل ہے جس کی قیادت میں دنیا کے ہر براعظم میں اسلام کے مشن روحانی انقلاب برپا کرنے کی سرگرم کوشش کررہے ہیں۔رسول اللہ ﷺ کی پر حکمت تعلیم کی اشاعت کی جارہی ہے اور جگہ بجگہ اسلامی مدارس اور مساجد کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے۔

اور جس کے پیدا کردہ علم کلام میں یہ برکت ہے کہ اس کا مطالعہ کرتے ہی کفر کی افواج کے نیک دل سپاہی اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہوجاتے ہیں اور کفر کے خلاف ٹکر لئے بغیر انہیں کل نہیں پڑتی۔

نقشہ عالم پر روحانی جنگ

ہاں یہ اسی مہدی کا کرشمہ ہے کہ اسکے اشارے پر سینکڑوں مردان مجاہد اپنے ملکوں، قوموں اور خاندانوں کو خیر باد کہہ کر اعلائے کلمۃ اللہ کی کوشش میں پوری سرفروشی سے مصروف ہیں۔مصائب و آلام کے ہجوم ان کا احاطہ کئے ہوئے ہیں ،انہیں قتل کردینے کی دھمکیاں دی جارہی ہیں، ملک اور قومیں ان کی مخالفت میں ایک ایک کر کے متحد ہورہی ہیں مگر یہ دیوانے بھی کچھ ایسے سخت جان ہیں کہ ان مشکلات کو دیکھتے ہوئے بھی اسلام کا جھنڈا اپنے ہاتھ سے تھامے کھڑے ہیں اور اس یقین کے ساتھ کھڑے ہیں کہ وہ ایک دن دنیا سے منوا کر چھوڑیں گے کہ روس کا اشتراکی نظام اور برطانیہ کا امپیریلیزم دنیا میں زندہ رہنے کے قابل نہیں۔اب صرف اور صرف وہی دستور حیات نافذ کیا جاسکتا ہے جو قرآن اور اس کی لائنوں پر قائم کیا جائے

BELA BOUTIQUE
ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات ، فینسی سینڈلز ،
مردانہ سوٹ ، اچکن ، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا
اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے
Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)
Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

گا......۔

تصویر کا دوسرا رخ

دنیا میں ایک طرف کفر و اسلام کی فوجوں کا یہ معرکہ جاری ہے مگر دوسری طرف پاکستان کے کونے میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اتنے بڑے محاذ جنگ کو دیکھتے ہوئے بھی تماشائی کی حیثیت سے بیٹھے ہیں اور ''صالح قیادت'' کے دلفریب نعروں سے لوگوں کو یہ بتا رہے ہیں کہ اسلام کی تازگی اور اس کے نظام کے ازسرنو قیام کا محکمہ اب خدا نے ۱۹۴۷ء سے ہمارے سپرد کر دیا ہے۔اب خدا تعالیٰ کو اپنے پیغام کا کوئی فکر نہیں بلکہ یہ سارا بوجھ ہمارے نحیف و نزار کندھوں پر ڈال دیا گیا ہے کہ ہم اپنی کوشش سے اقصائے عالم میں اسلام کو سربلند کریں۔

حالانکہ انہیں صرف یہ نظر آرہا ہے کہ دنیا کی خوفناک حالت کے نقشہ کو بدل دینا کسی مادی رہنما اور سیاسی جماعت سے ممکن نہیں۔ان کی سراسیمگی کا یہ عالم ہے کہ انہیں ابھی تک یہ سمجھ میں نہیں آسکا کہ وہ دنیا کو چھوڑ کر صرف پاکستان کی کیسے اصلاح کر سکتے ہیں۔وہ جب عوام کی ناگفتہ بہ حالت کو دیکھتے ہیں تو یہ پروگرام بناتے ہیں کہ عوام تب مسلمان بن سکتے ہیں جب پارلیمنٹ کو پہلے مسلمان بنایا جائے۔اور جب پارلیمنٹ کی طرف دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ پارلیمنٹ کے مسلمان کرنے کا طریق صرف یہ ہے کہ عوام پہلے مسلمان بنیں۔پھر یہ وہ ہیں جنہیں صالح اور غیر صالح میں چیکنگ (Checking) کرنے کی تو مہارت ہے مگر کسی بندہ میں صالحیت پیدا کرنے کی توفیق نہیں۔ غرضیکہ اس قسم کے گورکھ دھندوں میں الجھے ہوئے ہیں اور بے بس ہو کر ایک نئے فاروق کی تلاش میں پھر رہے ہیں۔

مگر ان تمام حقائق کے باوجود ان بے چاروں کی خوش فہمی دیکھنے کے لائق ہے کہ وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ نظام باطل کو الٹ کر اس کی جگہ نظام حق قائم کر سکتے ہیں۔لیکن خدا جانے انہیں یہ کیوں خیال نہیں آتا کہ وہ امام عصر کے نقشے کو سامنے رکھ کر ایک مجسمہ (Status) تو تیار کر سکتے ہیں مگر اس میں زندگی کی روح نہیں ڈال سکتے۔کیونکہ اس دنیا کی پوری تاریخ اور تجربہ یہی بتاتے ہیں کہ یہ کام صرف خدا کے قائم کردہ مامورین کے ذریعہ ہی سرانجام پا سکتا ہے۔پس جس طرح یہ ممکن نہیں کہ برنارڈ شا، شکسپیر یا میکسم گورکی قرآن کے ایک ایڈیشن پر اپنا نام لکھ کر کوئی انقلاب برپا کر لیں، اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ امام وقت کا کوئی نقال خواہ وہ اپنے فن میں کیسا ہی ماہر ہو اسلامی حکومت قائم کر دینے میں کامیاب ہو سکے۔

❀❀❀❀❀

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کی کچھ یادیں

(چوہدری خالد سیف الله خان ۔ آسٹریلیا)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ سے خبر پا کر یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔ہم نے اس پیشگوئی کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا ہے۔ہم نے خلفاء مسیح موعود علیہ السلام کے اردگرد ایسے عظیم علماء اور فضلاء کو حصار کی طرح کھڑے دیکھا ہے جو جماعت کے خلاف اٹھنے والے اعتراضات کے تیروں کو اس شان سے اپنے سینوں پر لیتے تھے اور ان کو یوں لوٹاتے تھے کہ دل عش عش کر اٹھتا تھا۔وہ دنیا دار مناظر نہ تھے بلکہ اولیاء الرحمٰن میں سے تھے اور خدا ان کی دعائیں عرش پر سنتا تھا۔ایسے ہی وجودوں میں ایک حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب بھی تھے۔خاکسار کو ان سے محبت تھی اور جب بھی موقع ملتا ان کی ملاقات سے شاد کام ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا ملکہ عطا فرمایا تھا کہ مشکل سے مشکل مسائل کو علماء و عوام دونوں کے لئے عام فہم اور مسکت انداز میں حل فرما دیتے۔ان کی تحریر سے باریک بینی اور ذہانت پھوٹتی تھی اور مخالفوں کے اعتراضات کے جواب میں بعض اوقات چلتے چلتے ایسی بات کہہ جاتے جو متین ہونے کے باوجود ایسی دلچسپ ہوتی کہ پڑھتے ہوئے بے اختیار مسکراہٹ بکھیر جاتی۔ماہنامہ ''الفرقان'' کے مضامین گواہ ہیں کہ پرانے مسائل کو نئے انداز میں پیش کرنا گویا آپ پر ختم تھا۔''الفرقان'' کے ٹھوس علمی مضامین ایک خاص شان کے حامل ہوتے تھے۔لیکن اب تو لگتا ہے کہ دنیا کا علمی ذوق بھی ایسا بدل چکا ہے کہ وہ فصل اسی موسم کے ساتھ خاص تھی۔اللہ کی حکمت ہے کہ بدلتی ہوئی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ایک نئی نسل میدان میں آچکی ہے گویا موسم کے ساتھ ساتھ بادہ و ساقی بھی بدلتے رہتے ہیں۔لیکن دل کا کیا علاج وہ تو اب بھی کبھی چپکے چپکے پکارتا ہے۔ ؎

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام لا ساقی

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے ۱۹۳۰ء میں تفہیمات ربّانیہ تصنیف فرمائی تھی جو بلاشبہ ایک بیش بہا علمی خزانہ ہے اور آپ کے علم و فضل پر دال ہے۔جب آپ نے یہ کتاب تصنیف فرمائی تو اس وقت آپ ایک ابھرتے ہوئے نوجوان عالم تھے۔ حیرت ہوتی ہے کہ وہ ۲۶ سالہ نوجوان کس پایہ کا محقق اور ذہین و فطین عالم ہوگا جس کے قلم سے ایسی عظیم کتاب منصّہ شہود پر آئی۔پھر لوگ جب کتابیں لکھتے ہیں تو ساتھ نوٹ دے دیتے ہیں کہ کتاب کا کوئی حصہ مصنّف کی اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا جا سکتا۔ایک نمایاں چوکھٹے کے اندر کاپی رائٹ کی صورت میں مصنف کا یہ حق دنیا بھر میں تسلیم کیا جاتا ہے۔مگر حضرت مولانا نے کتاب کے آخر میں ''ضروری اعلان'' کے عنوان سے لکھا:

''تفہیمات ربّانیہ سلسلہ کی امانت ہے ۔ بے شک یہ میری تصنیف ہے مگر میں خود سلسلہ کا ادنیٰ خادم ہوں۔تفہیمات ربّانیہ کو کوئی جماعت، کوئی فرد بلکہ میری اولاد بھی خلیفۂ وقت کے مقرر کردہ نظام کی اجازت سے طبع کر سکتی ہے ۔واللہ الموفّق۔ (مصنف)''۔یقیناً جب تک ہدایت کے متلاشی اس کتاب سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے صدقہ جاریہ کے طور پر اس کا ثواب آپ کو بھی پہنچتا رہے گا جو جنّت میں آپ کے درجات کو بلند کرنے کا موجب ہو گا۔ انشاءاللہ

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب سے ملنے کا مجھے بارہا موقع ملا۔ایک دفعہ مجھے ان کی میزبانی کا شرف بھی حاصل ہوا۔خدا تعالیٰ نے ظاہری اور باطنی حسن آپ کو وافر عطا فرمایا ہوا تھا۔نیکی، تقویٰ اور علم و فضل کے ساتھ ساتھ آپ بہت ہمدرد اور منکسر المزاج انسان تھے۔میں نے دیکھا کہ آپ اپنے ملنے والوں میں ذاتی دلچسپی لیتے تھے اور تعلقات محبت خوب نبھاتے تھے۔ زاہد و عابد تو بہت تھے لیکن خشک اور تنگ نظر ہرگز نہ تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ اور آگے ان سے اکتساب فیض کرنے والے تقریباً سبھی تہجد گزار تھے۔حتّٰی کہ وہ سفروں میں بھی تہجد کو نہیں چھوڑا کرتے تھے جبکہ سفروں میں فرض نماز بھی قصر کی جاتی ہے۔ ۱۹۶۰ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ، حضرت مولانا ابوالعطاء صاحبؒ اور حضرت گیانی واحد حسین صاحبؒ دورہ پر سیالکوٹ تشریف لائے۔رات کا کھانا محترم چوہدری نذیر احمد باجوہ صاحب ایڈوکیٹ مرحوم کے ہاں تھا جنہوں نے بہت سے معززین شہر کو کھانے پر مدعو کیا ہوا تھا۔کھانے کے دوران بہت دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ بعد میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے تو محترم باجوہ صاحب کے ہاں قیام فرمایا اور حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب اور حضرت گیانی صاحب کی میزبانی کا شرف مجھے حاصل ہوا۔ (میں اس زمانہ میں ایس ڈی او الیکٹرک سٹی واپڈا سیالکوٹ تھا)۔ان دونوں بزرگوں کی طبیعت میں پاک مزاح بھی بہت تھا۔خاکسار ان کی گفتگو سے بہت محظوظ ہوا۔رات کے آخری حصہ میں جب میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ دونوں بزرگ تہجّد کی نماز ادا کر رہے تھے۔اس سے پہلے 1958ء میں جب خاکسار ایس ڈی او اوکاڑہ تھا تو حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ کی میزبانی کا شرف بھی مجھے حاصل ہوا تھا۔ان کے ساتھ بھی میرا ایسا ہی تجربہ ہوا۔ گرمیوں کا موسم تھا رات کے پچھلے پہر جب میری آنکھ کھلی تو میں نے دیکھا کہ حضرت مولانا صاحب کوٹھی کے لان میں ایک چادر بچھا کر تہجد کی نماز ادا کر رہے تھے۔

یہ واقعات میں نے اس لئے عرض کئے ہیں کہ ہماری موجودہ اور آئندہ نسلوں کو پتہ لگے کہ ہمارے بزرگ کتنے عبادت گزار تھے۔ہم نے اپنے والدین کو بھی بچپن سے تہجد پڑھتے دیکھا اور بزرگوں کو بھی۔ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کے متعلق یہی سنا ہے کہ رات کے آخری حصہ میں اپنے مولا کے حضور اپنی حاجتیں پیش کرتے اور وہ بارہا معجزانہ طور پر پوری فرما دیتا۔

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب میں دلجوئی کا رنگ بھی بہت نمایاں تھا۔ایک بار میرے ایک عزیز ربوہ نکاح کی غرض سے آئے ہوئے تھے اتفاق سے اس روز مجلس مشاورت کا آغاز ہو رہا تھا اور سبھی بزرگ اس سلسلہ میں بہت مصروف تھے۔مصروف تو حضرت مولوی صاحب بھی بہت ہوں گے۔مگر جب میں نے جمعہ کی نماز کے بعد اعلان نکاح کی درخواست کی تو آپ فوراً تیار ہو گئے اور مسجد مبارک کے جنوبی کونہ میں جتنے دوست بھی وہاں اکٹھے ہو سکے ان کی موجودگی میں نکاح کا اعلان فرما دیا اور اس طرح میرے عزیز کی دلجوئی فرمائی۔

جس روز میرے نانا جان حضرت میاں مہر اللہ صاحبؓ کی وفات ہوئی حضرت مولوی صاحب کو علم ہوا تو نماز جنازہ اور تدفین میں شریک ہوئے اور آخر وقت تک ہمارے ساتھ رہے۔اس دوران میں نے انہیں بتایا کہ کل میرے نانا نے کشف میں دیکھا تھا کہ آسمان پر بہت سے لوگ اکٹھے ہوئے ہوئے ہیں دو حصوں میں بٹے ہوئے ہیں اور کچھ جنّت کی طرف اڑتے جا رہے ہیں اور کچھ جہنّم کی طرف۔اور پوچھنے پر بتایا کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جو جنّت کی طرف بھاگے جا رہے تھے۔(جیسے پتنگے روشنی کی طرف بھاگتے ہیں)۔جب ان کا یہ کشف جو وفات سے ایک روز قبل انہوں نے دیکھا تھا میں نے حضرت مولوی صاحب کو بتایا تو فرمانے لگے کہ حدیث میں بھی آتا ہے کہ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَةٌ یعنی روحیں جمع کئے ہوئے لشکروں کی طرح ہیں۔

جب خاکسار ایگزیکٹو انجنیئر تھا تو بہت سے غریب نوجوان ملازمت کے حصول کے لئے میرے پاس حضرت مولوی صاحب کے تعارفی رقعوں کے ساتھ آیا کرتے تھے کہ ملازمت کے سلسلہ میں ان کی مناسب امداد کی جائے۔اس سلسلہ میں ربوہ سے زیادہ خطوط مجھے غالباً حضرت مولوی صاحب کے ہی آیا کرتے تھے۔مجھ سے جو ہو سکتا تھا کرتا تھا۔اس زمانہ میں افسروں کو اختیار بھی بہت ہوتے تھے۔لیکن میں سوچتا تھا کہ مولوی صاحب غریب اور بیکار نوجوانوں کے لئے کس قدر ہمدردی رکھتے تھے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مولوی صاحب کے قائم مقام جماعت میں ہمیشہ پیدا کرتا چلا جائے اور ہماری جماعت میں ایسے علم و فضل کے اہل اللہ ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں۔آمین ❀❀❀❀❀

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

بقیہ رپورٹ: حضور انور کا دورہ کینیڈا
از صفحہ نمبر ۱۶

مہمان تنگ کرنے والے ہوتے ہیں۔میزبان کا کام ہے کہ ان کی رہنمائی کرے اور صبر سے کام لے اور مہمانوں کی ضرورت پوری کرے۔

فرمایا:اسی طرح کاروں کی پارکنگ کا شعبہ ہے۔بعض لوگ بات نہیں مانتے۔بعض قانون کو توڑنا فرض سمجھتے ہیں ان کو بھی پیار سے سمجھائیں۔اگر کوئی کار غلط جگہ کھڑی ہے تو کارکنان کا فرض ہے کہ اس کو دیکھیں کہ غلط جگہ کھڑی کر کے تو نہیں آئے اور توجہ دلائیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایک تو آنے والوں کو بڑے پیار سے سمجھانا ضروری ہے اور پھر یہاں کے لوگوں کا خیال رکھنا بھی بڑا ضروری ہے کہ وہ ڈسٹرب نہ ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر جلسہ گاہ کا شعبہ ہے۔جہاں والدین کے ساتھ بچے بھی آتے ہیں۔والنٹیئر ز بچوں کو روکتے ہیں بچہ باز نہیں آتا،والنٹیئر ز ناراضگی کا اظہار کرتے ہیں۔بعض دفعہ جلسہ گاہ سے ہی سختی شروع ہو جاتی ہے۔والنٹیئر ز ایسے ہونے چاہئیں جو ٹھنڈے مزاج کے ہوں۔ہمیشہ یہ مدّ نظر رکھیں کہ ہم نے مہمان کی عزّت کرنی ہے۔کوئی سختی نہیں کرنی۔ان دنوں صبر کر کے بھی اپنے آپ کو سنبھالنا ہے۔اور کوئی بات سختی کی نہیں کرنی۔

حضور انور نے فرمایا: پھر جلسہ کے اختتام پر Windup اور صفائی کا کام ہے۔ہر جگہ صاف ہونی چاہئے۔کہیں کوئی گند نہیں رہنا چاہئے۔جو ٹیم اس کام کے لئے مقرر ہے صفائی کرنا اس ٹیم کا فرض ہے۔جلسہ سالانہ ختم ہونے کے دو تین دن کے اندر اندر یہ سارا کام صفائی کا مکمل ہو جائے۔

فرمایا: ان ملکوں میں لوگ ظاہری صفائی رکھتے ہیں۔ایک مومن کو صفائی کا حکم ہے اس لئے ہر جگہ سے صفائی کرنا ضروری ہے۔لنگر خانہ ہے، کھانا کھانے کی جگہ ہے، پلاٹس ہیں، سڑکیں ہیں، ہر جگہ صاف ہونی ضروری ہے۔

فرمایا:اس کے علاوہ اور بھی بہت سے شعبے ہیں ہر ایک کو اپنی اپنی جگہ محنت اور فرض شناسی کے ساتھ ڈیوٹیاں ادا کرنی ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ سب کارکنان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کی توفیق دے۔

اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور کچھ وقت کے لئے لجنہ کی کارکنات کی طرف تشریف لے گئے۔اس کے بعد رات پونے دس بجے حضور انور نے مسجد بیت الاسلام میں نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔

رات سوا دس بجے حضور انور نے جلسہ سالانہ کے کارکنان کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔اس موقعہ پر حضور انور نے کارکنان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ دو باتوں کی طرف آپ سب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

فرمایا: ہمارے سارے کام دعا پر منحصر ہیں۔اس لئے جو کام بھی شروع کریں دعا سے شروع کریں۔دعا سے ہمارے کاموں میں برکت پڑے گی۔دعائیں کریں اللہ تعالیٰ ہمارے سارے کام چلاتا رہے اور کہیں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

حضور انور نے فرمایا: کارکنان کو نمازوں کی بھی سختی سے پابندی کرنی چاہئے۔فرمایا۔جو کارکنان نماز کے وقت ڈیوٹی پر ہیں تو وہ بعد میں گروپ کی صورت میں نمازیں ادا کریں اور منتظمین اس بات کا انتظام کریں کہ ان کے معاونین نماز کی خاص پابندی کریں۔

فرمایا: نمازوں کی ادائیگی میں تمام کارکنان کی حاضری سو فیصد ہونی چاہئے۔

اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور یہ پروگرام رات 11 بجے اپنے اختتام کو پہنچا۔

اس کے بعد حضور انور نے اپنی رہائش گاہ جانے سے قبل Peace Village کی دو سٹریٹ ''بشیر سٹریٹ'' اور ''عبدالسلام سٹریٹ'' کا راؤنڈ فرمایا۔ان دونوں گلیوں کے مکین اپنے اپنے گھروں سے باہر کھڑے تھے اور یہ سارے گھر بجلی کے رنگ برنگے قمقموں سے جگمگا رہے تھے۔ہر طرف سے گھروں کے باہر کھڑے مردوں، بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کے ہاتھ بلند تھے اور السلام علیکم اور اھلاً وسھلاً ومرحباً کی آوازیں آرہی تھیں۔حضور انور چلتے ہوئے منتظمین سے پوچھتے تھے کہ یہ کس کا گھر ہے اور یہ کس کا گھر ہے؟ بچے بھاگے ہوئے آتے اور حضور انور سے پیار لیتے، ہر طرف سے حضور انور! حضور انور! کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔بڑا ہی روح پرور اور دلوں کو لذّت وسرور پہنچانے والا منظر تھا کہ آقا اپنے خادموں کے درمیان گلی کوچوں میں گھوم رہا ہے اور ہر طرف سے فدائیت، محبت اور خلوص کا والہانہ اظہار ہو رہا تھا۔گھر بھی جگمگا رہے ہیں اور مکینوں کے دل اور چہرے بھی خوشی و مسرّت سے جگمگا رہے ہیں۔ساتھ چلنے والے بعض احباب کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے کیونکہ ایسا روح پرور منظر پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔

اس کے بعد حضور انور واپس اپنی رہائش گاہ تشریف لے آئے۔

28؍جون 2004ء بروز پیر:

صبح پونے پانچ بجے حضور انور نے مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔

صبح نو بجے حضور انور دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔فیملی ملاقاتوں کا یہ سلسلہ 11:30 بجے تک جاری رہا۔کینیڈا کی پانچ جماعتوں مسی ساگا، نارتھ یارک، پیس ولیج، ویسٹن ساؤتھ اور سکاربرو۔اور امریکہ کی تین جماعتوں میری لینڈ (Malyland) ورجینیا (Virjinia) اور Rhode Island کے 31 خاندانوں کے 183 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

بارہ بجکر دس منٹ پر حضور انور ہملٹن مشن ہاؤس جانے کے لئے روانہ ہوئے۔قریباً 1:30 بجے حضور انور احمدیہ مشن ہاؤس ہملٹن ''بیت النور'' پہنچے۔اس مشن ہاؤس کی عمارت 1998ء میں خریدی گئی تھی۔اس کا مجموعی رقبہ 12 ہزار مربع فٹ ہے جبکہ ساڑھے پانچ ہزار مربع فٹ حصہ پر عمارت تعمیر ہے۔ساری عمارت ائیر کنڈیشنڈ ہے۔یہ عمارت شہر کی شرقاً غرباً تین بڑی سڑکوں میں سے ایک سڑک ''کنگ اسٹریٹ'' پر واقع ہے۔اس شہر کی آبادی 5 لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ہملٹن شہر کو ''اسٹیل سٹی'' کہا جاتا ہے۔یہاں دو بڑی اسٹیل ملز ہیں۔

جب حضور انور مشن ہاؤس پہنچے تو ہملٹن جماعت کی مجلس عاملہ نے حضور انور کا استقبال کیا اور مصافحہ کا شرف حاصل کیا۔بچوں کا ایک گروپ خوبصورت لباس زیب تن کئے ہوئے اور جماعت کے پرچم لہراتے ہوئے استقبالیہ نغمے گا رہا تھا۔صدر صاحبہ لجنہ کینیڈا کی قیادت میں مقامی لجنہ کی چند خواتین نے بیگم صاحبہ مدّ ظلہا کا استقبال کیا اور انہیں خواتین کے حصہ میں لے گئیں۔

حضور انور جب بچوں کے گروپ میں تشریف لائے تو بچے خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔حضور انور نے بچوں کو چاکلیٹ اور قلم تقسیم فرمائے۔اس کے بعد حضورا نور خواتین والے حصہ میں تشریف لے گئے ،بچیوں نے استقبالیہ نغمے گائے۔حضور انور نے بچوں میں چاکلیٹ اور قلم تقسیم فرمائے۔اس کے بعد حضور انور مردانہ ہال میں تشریف لائے جہاں جماعت احمدیہ ہملٹن کے احباب صفوں میں بیٹھے اپنے آقا کے دیدار کے لئے انتظار میں تھے۔حضور انور نے سب حاضر احباب کو مصافحہ کا شرف عطا فرمایا۔اس دوران میں بھی جب کوئی بچہ یا بچی اپنے بزرگوں کے ساتھ آتے تو حضور انور ان سے خصوصی شفقت کا اظہار فرماتے اور انہیں چاکلیٹ عطا فرمائے۔جب پتہ چلتا کہ بچہ یا بچی وقف نو سکیم میں شامل ہے تو حضور انور کی مسرّت بڑھ جاتی اور حضور انور ازراہ شفقت انہیں اپنے ہاتھ سے ایک ایک قلم بھی عطا فرماتے۔

اس کے بعد حضور انور لائبریری والے کمرہ میں تشریف لے گئے جہاں جماعت کی طرف سے ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔

اڑھائی بجے کے قریب حضور انور نے نماز ظہر و عصر جمع کر کے پڑھائیں اور پونے تین بجے حضور انور سینٹ کیتھرین جماعت کے صدر مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب اختر کی رہائش گاہ کے لئے روانہ ہوئے جہاں حضور انور اور قافلہ کے لئے دوپہر کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔

مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب اختر کا گھر جس علاقہ میں ہے یہ Vineland کہلاتا ہے اور اس میں بڑی کثرت سے انگور کے باغات ہیں۔اسی طرح اس علاقہ میں آڑو بہت عمدہ اور بڑے سائز کا ہوتا ہے۔اسی طرح دوسرے پھلوں آلوچہ، ناشپاتی اور چیری (Cherry) کے باغات ہیں۔اسی طرح یہ علاقہ وائین لینڈ ہی نہیں Fruit land بھی ہے۔ان سرسبز وشاداب باغات میں سے گزرتے ہوئے قافلہ ساڑھے تین بجے چوہدری صاحب کی رہائش گاہ پر پہنچا۔حضور انور جب جائے رہائش پر پہنچے تو مکرم چوہدری عبدالرحمٰن صاحب اختر اور ان کے خاندان کے افراد کے علاوہ، اُن افراد خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی حضور انور کا استقبال کیا جو ٹورانٹو سے براہ راست آج دوپہر یہاں پہنچے تھے اور جنہیں حضور انور نے بطور خاص آج کے سفر میں شمولیت کے لئے مدعو فرمایا تھا۔ان کے نام یہ ہیں۔

صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب اور بیگم صاحبہ، صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب اور بیگم صاحبہ، صاحبزادہ مرزا نعمان احمد صاحب اور بیگم صاحبہ، نواب حامد احمد خان صاحب، سیّد خالد مقصود احمد صاحب اور بیگم صاحبہ، مرزا احسن احمد صاحب مع فیملی۔اس کے علاوہ سیّد طارق احمد صاحب مع فیملی اور مرزا رضوان احمد صاحب مع اہلیہ ٹورانٹو سے ہی قافلہ میں شامل تھے۔

یہ رہائش گاہ ایک وسیع عمارت ہے جو ایک بڑے قطعہ میں واقع ایک خوبصورت سبزہ زار میں گھری ہوئی ہے۔آج کے کھانے کا انتظام باربے کیو (BBQ) کی صورت میں ایک عقبی لان میں کیا گیا تھا۔تھوڑی دیر بعد حضور انور باہر تشریف لائے اور مہمانوں اور اراکین قافلہ اور خدام کے ہمراہ باربے کیو میں شرکت فرمائی۔اس دوران بہت سے مہمانوں اور خدام کو حضور انور سے بے تکلفی کے ماحول میں گفتگو کی سعادت حاصل ہوئی۔

پونے پانچ بجے حضور انور سینٹ کیتھرین مشن ہاؤس کے لئے روانہ ہوئے۔اس دفعہ مکرم چوہدری عبدالرحمٰن اختر صاحب گائیڈ تھے اور وہ ایک شارٹ کٹ راستے پر چھوٹی چھوٹی دیہاتی سڑکوں پر سے لے کر آئے۔اس دفعہ راستہ مزید خوبصورت ہو گیا تھا اور

KENWRIGHT & LYNCH SOLICITORS
& COMMISSIONERS FOR OATHS

Our legal advice includes:

Immigration, Asylum , Nationality ,Work Permits, Business Visas, ECO matters &

Appeals, Conveyancing, Landlord & Tenants, Family & Ancillary matters, Employment .

Contact:

Muzaffar Mansoor, Solicitor & Expert Witness Asylum Cases

Robyn Lynch, Martin Chambers Solicitors.

2 Mitcham Road Tooting Broadway London SW17 0TF

Tel: 020 8767 1211 Fax: 020 8672 0486.

Freephone: 0800 716929

Email: Kenwrightlynch@legaleys.fsnet.co.uk

LEGAL AID FRANCHISE

مختلف پھلوں کے باغات کا نظارہ اور دلکش ہو گیا تھا۔

سوا پانچ بجے حضور انور سینٹ کیتھرین مشن ہاؤس میں پہنچے تو اس چھوٹی سی جماعت کے چند خاندانوں کے احباب اور بچوں نے حضور انور کا مشن ہاؤس کے باغیچہ میں استقبال کیا جبکہ خواتین نے بیگم صاحبہ کا استقبال کیا اور انہیں مشن ہاؤس کے اندر لے گئیں۔

حضور انور نے بچوں میں چاکلیٹ اور قلم تقسیم فرمائے اور مردوں کو مصافحہ کا شرف عطا فرمایا۔ پھر کچھ دیر کے لئے حضور انور مشن ہاؤس کے اندر خواتین کی طرف بھی تشریف لے گئے۔

حضور انور باہر تشریف لائے تو مشن ہاؤس کی پراپرٹی جو پونے دو ایکڑ زمین پر مشتمل ہے کا تعارف حضور انور کی خدمت میں پیش کیا گیا اور بتایا گیا کہ انشاءاللہ العزیز اس رقبہ میں موزوں جگہ پر مسجد بنانے کا پروگرام ہے۔ حضور انور نے یہ سنتے ہی خوشنودی کا اظہار فرمایا اور ہدایت فرمائی کہ متعلقہ محکمہ کو مسجد کی تعمیر کے لئے منظوری کی درخواست دے دیں تاکہ جب بھی تعمیر کا فیصلہ ہو بلا تاخیر تعمیر شروع کی جا سکے۔

یہ سنٹر ایک مخلص احمدی فیملی نے خرید کر جماعت کو مہیا کیا تھا۔ یہ جگہ جہاں مسجد تعمیر ہو گی اس مین ہائی وے کے اوپر ہے جو ’’نیا گرا فال‘‘ کو جاتی ہے اور لاکھوں ٹورسٹ (Tourist) اس سڑک سے گزرتے ہیں۔ ہر گزرنے والے کو یہ مسجد دور سے نظر آئے گی۔

حضور انور ساڑھے پانچ بجے سینٹ کیتھرین مشن ہاؤس سے روانہ ہو کر چھ بجے کے قریب ’’نیا گرا فال‘‘ (Niagara Falls) پہنچے۔

سب سے پہلے امریکن علاقہ کے آبشار نظر آئے جو بڑے خوبصورت ہیں مگر کینیڈین فالز کے مقابلہ میں بہت چھوٹے ہیں۔ جب حضور کینیڈین فالز پہنچ کر کار سے باہر تشریف لائے تو آسمان پر ہلکے ہلکے بادل تھے۔ جب وہ سورج کے سامنے سے ہٹتے تو دھوپ پھیل جاتی اور جب وہ سامنے آجاتے تو دھوپ غائب ہو جاتی۔ دھوپ اور چھاؤں میں آبشار کے مختلف روپ نظر آتے۔ حضور انور، حضرت بیگم صاحبہ اور ساتھ آنے والی فیملیز اور ممبران نے آبشار کے کنارے مختلف جگہوں پر کھڑے ہو کر اس دیو ہیکل آبشار کا نظارہ کیا۔ ساتھ ساتھ تصاویر کھینچی جا رہی تھیں۔

نیا گرا فالز دریائے نیا گرا پر واقع ہیں۔ یہ دریا جھیل ایری Erie سے نکلتا ہے اور جھیل اونٹاریو (Ontario) میں گرتا ہے۔ دونوں جھیلوں کی سطح سمندر سے بلندی میں فرق کی وجہ سے یہ آبشار وجود میں آیا ہے۔ سب سے پہلے 1615ء میں ایک یورپین Etienne Brule نے اس آبشار کو دیکھا اور دنیا کو اس بارے میں پہلی دفعہ پتہ چلا کہ اتنا عظیم آبشار اس خطہ ارض میں واقع ہے۔ وہ اس سے اتنا مرعوب ہوا کہ اس نے اپنی یادداشتوں میں اس کی بلندی 183 میٹر لکھی جو اصل بلندی سے تین گنا ہے۔

نیا گرا اس علاقہ کے قدیم باشندوں IROQUIOS کی زبان کا ایک بگڑا ہوا لفظ ہے جس کے معنے ’’تنگ آبی راستے‘‘ کے ہیں۔

نیا گرا آبشار دراصل تین آبشار ہیں۔ دو نسبتاً بہت چھوٹے آبشار امریکن علاقے کے آبشار کہلاتے ہیں اور تیسرا گھوڑے کی نعل HORSE SHOE کی شکل کی آبشار کینیڈین علاقہ میں ہے۔ دریائے نیا گرا کا 10% پانی امریکن آبشاروں سے گرتا ہے اور 90% کینیڈین آبشار سے۔ گرمیوں میں ان آبشاروں کے ذریعہ ہر سیکنڈ میں 5720 مکعب میٹر پانی گرتا ہے۔ نیا گرا آبشار کی بلندی 57 میٹر ہے۔

کینیڈین آبشار کو Horse shoe Falls کہتے ہیں کیونکہ اس کی شکل گھوڑے کے نعل کی طرح نصف دائرہ کی شکل میں ہے۔ کچھ دیر کے لئے آبشار کا کنارے سے نظارہ کرنے کے بعد حضور انور زیر زمین سرنگوں میں Journey Behind The Falls کے لئے تشریف لے گئے۔

پہلے تو سب کو پولی تھین کے زرد رنگ کے رین کوٹ Raincoat دیئے گئے تا آبشار کا قریب سے نظارہ کرتے ہوئے شدید بارش کی طرح کی بوچھاڑ سے کپڑوں کا بچاؤ ہو سکے۔

پھر لفٹ کے ذریعہ نیچے سرنگوں کے دہانہ تک اتارا گیا۔ لفٹ میں لکھا تھا کہ آبشار کی بلندی 57 میٹر (188 فٹ) ہے اور لفٹ ہمیں 38 میٹر (125 فٹ) ہے اور لفٹ ہمیں 38 میٹر (125 فٹ) نیچے لے جا رہی ہے۔ لفٹ سے باہر نکل کر سرنگ میں داخل ہوئے تو عجیب و غریب رین کوٹوں میں ملبوس لوگ ایسے فلاور لگ رہے تھے جنہیں زرد رنگ کے فلائی سوٹ پہنائے گئے ہوں۔

سرنگ میں جاتے ہوئے اسکی پہلی شاخ آبشار کے عین سامنے نکلتی ہے۔ اس کے دہانہ پر پہنچے تو اپنے انتہائی قریب ہزاروں ٹن پانی کے اتنی بلندی سے گرنے سے دہشتناک دھماکوں کی آواز آ رہی تھی۔ دہانے سے باہر نکلے تو تیز طوفانی بارش جیسی بوچھاڑ نے استقبال کیا۔ حضور انور اور بیگم صاحبہ نے بڑی دلچسپی سے سرنگ کے اس دہانہ پر کھڑے ہو کر آبشار کی گھن گرج کو سنا اور اس نظارہ کو دیکھا۔ پانی ایسے گر رہا تھا جیسے کوئی سمندر نیچے آ رہا ہو۔

پھر سرنگ کے دوسرے حصے میں گئے تو دوسری شاخ آبشار کی طرف نکلتی ملی۔ اس میں سے باہر نکلے تو اب آبشار کے عین بائیں طرف تھے اور خوفناک گونج کے ساتھ پانی نیچے گرتا دکھائی دیتا تھا۔ سرنگ میں مزید آگے گئے تو اس کے آخری سرے پر پھر راستہ آبشار کی طرف مڑتا تھا۔ اس کے آخر پر گئے تو پتہ چلا کہ آبشار کے پیچھے پہنچ چکے ہیں یعنی ہم اس پوزیشن میں کہ ہمارے سر کے اوپر سے آبشار گر رہی ہے۔ اس جگہ سے پانی اتنی طاقت اور تیزی سے گر رہا تھا کہ پانی تو نظر نہ آتا تھا صرف دھند نظر آتی تھی اور تیز ہوا اور زلزلے جیسی گونج سے سرنگ کی چٹانیں تھرتھراتی محسوس ہوتی تھیں۔ حضور انور ایدہ اللہ سرنگ کے تینوں سروں پر آبشار کا مختلف جہتوں سے مشاہدہ کرنے کے بعد واپس لوٹے۔ زیر زمین سرنگوں سے واپس سطح زمین پر آنے کے بعد حضور انور نے دریا کے کنارے Rainbow Bridge کی طرف پیدل چلنا شروع کیا۔ ایک کلومیٹر کی سیر کے بعد نیا گرا فالز کی سب سے دلچسپ سیر کرانیوالی کشتی ’Maid of The Mist‘‘ کے ٹرمینل پر پہنچے۔ ٹرمینل سے نیچے کشتی تک کا راستہ لفٹ کے ذریعہ طے کرنے کی بجائے پیدل چلے۔

کشتی میں سواری سے پہلے اب نیلے رنگ کے رین کوٹ پہننے کے لئے دیئے گئے۔ کیونکہ کشتی آبشار کے اتنا قریب لے کر جاتی ہے کہ کشتی پر طوفانی ہواؤں کے تھپیڑے تیز بارش برساتے ہیں۔ Maid of the Mist‘‘ نامی کشتی تقریباً دو سو افراد کے لئے کافی گنجائش رکھتی ہے۔ اس کی دو منزلیں ہوتی ہیں اور دونوں سے ہی دریا کی سیر اور خاص طور پر امریکن اور کینیڈین آبشاروں کا نظارہ عمدہ طور پر کیا جا سکتا ہے۔

کشتی کی سواری کا سب سے زیادہ لطف اس وقت آتا ہے جب کشتی آبشار کے عین سامنے پہنچتی ہے اور تیز چلتے ہوئے پانی اور اس میں آبشار کے ہزاروں ٹن پانی کے گرنے سے جو لہریں اٹھتی ہیں ان سے ہچکولے کھا رہی ہوتی ہے۔ ایک طرف آبشار کی گھن گرج دوسری طرف کشتی کا بار بار ادھر سے ادھر ڈولنا کمزور دل والے حضرات کے لئے کافی مشکل ہوتا ہے۔

پانی کو دیکھیں تو لگتا ہے کہ کشتی بڑی تیز رفتاری سے آبشار والی جانب چل رہی ہے مگر دریا کے کنارے کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ کشتی اُس جگہ کھڑی ہے۔ دراصل جس تیز رفتار سے پانی دریا کی نچلی جانب چل رہا ہے اگر کشتی اسی رفتار سے مخالف سمت میں چلے تو وہ اتنا تیز چلنے کے باوجود اسی جگہ کھڑی رہے گی۔

آدھے گھنٹے کی اس سیر کے بعد کشتی واپس ٹرمینل لوٹی اور حضور انور اپنے خدام کے ساتھ باہر نکلے تو گاڑیاں نیچے آچکی تھیں۔ ان میں سوار ہو کر پونے آٹھ بجے کے قریب SHERATON HOTEL پہنچے جہاں، کچھ دیر آرام، شام کے کھانے اور نماز مغرب وعشاء کی ادائیگی کے لئے انتظام کیا گیا تھا۔ ہوٹل کا ڈائننگ ہال آبشار کے عین سامنے تھا اور ہال میں کسی بھی جگہ بیٹھے ہوئے آبشار کا نظارہ کیا جا سکتا تھا۔ کھانے اور نمازوں سے فارغ ہوئے تو آبشار کی Lights جلنا شروع ہو چکی تھیں۔ آبشار کی طرف دیکھا تو اس کے مختلف حصے مختلف خوبصورت رنگوں میں رنگے نظر آ رہے تھے۔

یہاں سے ساڑھے دس بجے ٹورانٹو کے لئے روانگی ہوئی اور بارہ بجے رات کے قریب حضور انور واپس اپنی قیام گاہ پر پہنچ گئے۔ الحمدللہ۔ جب حضور انور کی گاڑی احمدیہ پیس ویلج میں داخل ہوئی تو گھروں کے سامنے اور سڑکوں پر احباب جماعت مرد و زن، بچے بوڑھے حضور انور کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ حضور انور کو دیکھتے ہی اپنے ہاتھ اٹھاتے اور السلام علیکم کہتے۔ حضور انور ان کے سلام کا جواب دیتے۔ سبھی احباب اپنے پیارے آقا کے دیدار سے خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔

29 ؍جون بروز منگل:

صبح پونے پانچ حضور انور نے مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔

صبح دس بجے حضور انور دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو۔ جو دو پہر 1:30 بجے تک جاری رہا۔

کینیڈا کی آٹھ جماعتوں کیلگری، وینکوور، لائیڈ منسٹر، پیس ویلج، ویسٹن نارتھ، ویسٹن ساؤتھ، وان، مانٹریال اور امریکہ کی نو جماعتوں میری لینڈ، لاس اینجلس، ورجینیا، نیویارک، بوسٹن، پورٹ لینڈ، نیوجرسی، سینٹ لوئیس، فلاڈلفیا کے 48 خاندانوں کے 335 افراد نے شرف ملاقات حاصل کیا۔

ملاقاتوں سے فارغ ہو کر 1:30 بجے حضور انور ایدہ اللہ مسجد بیت الاسلام تشریف لے گئے جہاں 69 بچوں اور بچیوں کی تقریب آمین ہوئی۔ حضور انور نے ان تمام بچوں اور بچیوں میں اسناد تقسیم کیں اور آخر پر دعا کروائی۔

2:15 بجے حضور انور نے نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں اور اس کے بعد اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔

سہ پہر پانچ بجے حضور انور دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ کینیڈا کی جماعتوں، سکاربرو، وان، بریمپٹن، ویسٹن ساؤتھ، پیس ویلج، ایڈمنٹن، وینکوور اور کیلگری کے علاوہ ٹرینیڈاڈ سے آمدہ وفد نے بھی حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔ اس طرح 57 خاندانوں کے 390 افراد نے حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ ملاقاتوں کا یہ سلسلہ 7:30 بجے تک جاری رہا۔

اس کے بعد حضور انور مجلس خدام الاحمدیہ کے مرکزی دفتر ’’الخدمت‘‘ میں تشریف لے گئے جہاں نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کینیڈا کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ حضور انور نے دعا کروائی۔ حضور انور نے عہدیداران کا تعارف حاصل کیا اور باری باری ہر ایک سے اس کے شعبہ کے کام کا جائزہ لیا اور مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ حضور انور نے ہر مہتمم کو اس کے شعبہ کے بارہ میں تفصیل سے ہدایات دیں اور راہنمائی فرمائی۔ یہ میٹنگ 8:30 بجے تک جاری رہی اس کے بعد مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوائی۔ حضور انور نے خدام الاحمدیہ کے مرکزی دفاتر کا معائنہ فرمایا۔ اس کے بعد حضور انور لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے مرکزی دفاتر ’’بیت مریم‘‘ تشریف لے گئے۔ جہاں مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ کینیڈا کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ یہ میٹنگ 9:15 بجے تک جاری رہی۔ حضور انور ایدہ اللہ نے مختلف شعبوں میں لجنہ کے کام کا جائزہ لیا اور ان کی راہنمائی فرمائی اور تفصیل سے ہدایات دیں۔

9:30 بجے حضور انور نے نماز مغرب وعشاء مسجد بیت الاسلام میں جمع کر کے پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ تشریف لے گئے۔ (باقی آئندہ)

Dokal & Sons

(Cash & Carry)

Specialist in Asian Food & Herbs

جلسہ سالانہ پر آنے والے احمدی مسلمان بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت

133-135 The Broadway - Southall

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۱۱؍مارچ ۲۰۰۴ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کا مختصر ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم خواجہ عبدالغفار ڈار صاحب بیان کرتے ہیں کہ سری نگر کشمیر میں حضرت مصلح موعودؓ کے جاری فرمودہ ہفت روزہ ''اصلاح'' کا مَیں کارپرداز تھا۔ یہ اخبار شیخ عبداللہ اور ہری سنگھ کے گٹھ جوڑ کے بعد پہلے بلیک لسٹ ہوا، پھر اس پر سنسر عائد کیا گیا اور پھر شیخ عبداللہ کی حکومت نے (جس کی استدعا پر یہ اخبار جاری کیا گیا تھا) ہمیشہ کے لئے اسے بند کردیا اور میرے نام وارنٹ گرفتاری جاری کردیئے۔ تب مجھے حضرت مصلح موعودؓ کا ارشاد پہنچا کہ کسی طرح بھی پاکستان پہنچ جاؤں۔ اُس وقت تک پاکستان جانے کے معروف راستے بند ہوچکے تھے لیکن دونوں ہندوپاک حکومتوں کے ایک معاہدہ کے تحت جموں کے مہاجرین کے سیالکوٹ جانے کے لئے ایک بہت بڑے کنوائے کی منظوری عمل میں آئی۔ مَیں بھی حلیہ بدل کر اس کنوائے میں شامل ہوا اور جولائی ۱۹۴۸ء میں سیالکوٹ بارڈر تک بخیریت پہنچ گیا۔ وہاں قافلہ کے باقی لوگ اپنی اپنی منزل کی طرف چلے گئے اور مَیں اکیلا کھڑا سوچنے لگا کہ کدھر کا رُخ کروں؟۔ اسی اثناء میں پاکستان کی خفیہ پولیس کے ہتھے چڑھ گیا۔ چونکہ میرے پاس واقعی کوئی اجازت نامہ نہیں تھا اس لئے مَیں یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ مجھے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے سابق صدر (یعنی حضرت مصلح موعودؓ) نے بلایا ہے۔ چنانچہ میرے کوئی جواب نہ دینے پر مجھے ایک DSP کے پاس پہنچایا گیا تو مجھے اچانک یاد آیا کہ سیالکوٹ میں ڈپٹی کمشنر تو ایم ایم احمد صاحب ہیں۔ مَیں نے اپنی شناخت کے لئے حضرت میاں صاحب کا حوالہ دیا تو پولیس والوں نے اُن کے ساتھ رابطہ کیا اور پھر مجھے فون دیا۔ میاں صاحب نے پوچھا: آپ کون صاحب ہیں۔ مَیں نے اپنا نام بتایا تو فرمایا کہ فون پولیس والوں کو دیدیں۔ کچھ ہی دیر میں مجھے سرکاری جیپ پر حضرت میاں صاحب کی رہائش گاہ پر بھجوادیا گیا۔ رات کو مَیں آپ کا مہمان رہا اور صبح ناشتہ کے بعد روانہ ہوکر لاہور پہنچا اور رتن باغ پہنچ گیا۔

برصغیر کے چند نوبیل انعام یافتگان

ماہنامہ ''خالد'' اکتوبر ۲۰۰۳ء میں مکرم خواجہ عاصم منظور صاحب نے برصغیر کے چند نوبیل انعام یافتگان کا تعارف کروایا ہے۔

رابندر ناتھ ٹیگور

برصغیر پاک و ہند کے سب سے پہلے نوبیل انعام پانے والے بنگال کے مشہور شاعر ''رابندر ناتھ ٹیگور'' تھے جن کو 1913ء میں ان کی مشہور زمانہ کتاب ''گیتا نجلی'' (بہار نغمہ) کی اشاعت پر ادب کے نوبیل انعام سے نوازا گیا۔ آپ کا اصل نام ''رابندر ناتھ ٹھاکر'' تھا لیکن انہوں نے گیتا نجلی کی اشاعت سے قبل لفظ ''ٹھاکر'' کو انگریزی کا لبادہ پہنا کر ''ٹیگور'' بنادیا۔ آپ نے 1861ء میں کلکتہ کے ایک امیر اور دانشور گھرانہ میں آنکھ کھولی۔ کسی مدرسہ میں باقاعدہ تعلیم نہیں پائی بلکہ والدین نے گھر پر ہی تعلیم دلوائی۔ بچپن ہی سے شاعری اور افسانہ نگاری کرتے تھے۔ سترہ سال کی عمر میں پہلا شعری مجموعہ شائع ہوا۔ بعد میں بھارت، سری لنکا اور بنگلہ دیش کے قومی ترانے ان ہی کی شاعری سے لئے گئے۔ ٹیگور نے 17؍اگست 1941ء کو کلکتہ میں وفات پائی۔

سرچندر شیکھر وینکٹا رمن

سرچندر شیکھر وینکٹارمن ہندوستان کے وہ نامور سائنسدان تھے جن کی 1927ء کی سائنسی دریافت Molecular Scattering of Light کو Raman Effect کا نام دیا گیا اور 1930ء میں ان کو طبیعات (Physics) کا نوبیل انعام دیا گیا۔ آپ 8؍نومبر 1888ء کو ''ترچنا پلی'' میں پیدا ہوئے۔ پریذیڈنسی کالج مدراس سے اعزاز کے ساتھ .B.A اور .M.A کیا۔ آپ کا Optics میں پہلا تحقیقی مضمون سترہ سال کی عمر میں شائع ہوا۔ 1924ء میں رائل کالج کے فیلو (Fellow) منتخب ہوئے اور 1930ء میں Hughs Medal کا اعزاز حاصل کیا۔ 1929ء میں شہنشاہ برطانیہ نے ''سر'' کا خطاب دیا۔ 21 نومبر 1970ء کو 82 سال کی عمر میں فوت ہوئے۔

ڈاکٹر ہربندر کھورنا

ڈاکٹر ہر بندر کھورنا پنجاب کے ایک قصبے رائے پور (پاکستان) میں ۹ فروری ۱۹۲۲ء کو ایک پٹواری کے گھر پیدا ہوئے۔ ملتان سے BSc اور لاہور سے M.Sc کرنے کے بعد ''لیورپول'' یونیورسٹی چلے آئے جہاں سے 1947ء میں علم کیمیا میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ آپ کو دوسرے دو سائنسدانوں کی شراکت میں 1948ء میں کیمیا کا نوبیل انعام دیا گیا۔

ڈاکٹر سبرامینن چندر شیکھر

ڈاکٹر سبرامینن چندر شیکھر 19؍اکتوبر 1910ء کو لاہور کے ایک معزز ہندو گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ نوبل انعام یافتہ سرچندر شیکھر وینکٹارمن کے بھتیجے تھے۔ آپ نے ٹرینٹی کالج کیمبرج سے 1933ء میں طبیعات میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ 1953ء میں امریکی قومیت حاصل کرنے کے بعد شکاگو یونیورسٹی میں درس و تدریس کرتے رہے۔ آپ خلائی سائنس کے مشہور ماہرین میں سے تھے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔ 1983ء میں طبیعات کا نوبیل انعام ملا۔ آپ نے 1995ء میں پچاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد عبدالسلام

پروفیسر ڈاکٹر عبد السلام 29؍جنوری 1926ء کو ساہیوال میں پیدا ہوئے۔ سکول سے یونیورسٹی تک سابقہ ریکارڈ توڑتے ہوئے اعلیٰ تعلیم کیلئے کیمبرج گئے اور 1953ء میں ریاضی اور طبیعات میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔ کیمبرج یونیورسٹی نے آپکو .Ph.D سے پہلے غیر معمولی کارگزاری پر ''سمتھ پرائز'' بھی دیا۔ پھر بے شمار میڈل اور انعام حاصل کئے۔ دنیا کی 37 یونیورسٹیوں نے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگریاں دیں۔ آپ رائل سوسائٹی سے 31 سال کی عمر میں ''فیلوشپ'' پانے کے بعد سب سے کم عمر فیلو ٹھہرے۔ سینکڑوں سائنسی مقالے لکھے جن میں سے اڑھائی سو شائع ہوچکے ہیں۔ آپ پوری دنیا میں فزکس کے غیر متنازعہ سکالر سمجھے جاتے تھے۔ 1964ء میں اٹلی کے شہر Trieste میں ''انٹرنیشنل سنٹر برائے تھیوریٹیکل فزکس'' کی بنیاد رکھی۔ تیسری دنیا کے لئے ''تھرڈ ورلڈ اکیڈمی آف سائنسز'' بھی قائم کیا۔ 1979ء کا طبعیات کا نوبیل انعام ملا۔ آپ نے 20 نومبر 1996ء کو وفات پائی اور ربوہ میں سپرد خاک ہوئے۔

دلائی لامہ چہار دہم

برصغیر کے شمالی خطے تبت کی سب سے بڑی بدھ خانقاہ کے عقیدہ کے مطابق دلائی لامہ کی صورت میں مہاتما گوتم بدھ نیا جنم لیتے ہیں اور جب کسی دلائی لامہ کا انتقال ہوتا تو مہاتما گوتم بدھ کی روح کسی نوزائیدہ بچہ کے جسم میں حلول کر جاتی ہے اور بہت ہی کڑی تحقیق اور جانچ پڑتال کے بعد اس بچہ کو بالغ ہونے پر دلائی لامہ بنایا جاتا ہے۔

1950ء میں جب چین کی اشتراکی حکومت نے تبت پر قبضہ کرلیا تو دلائی لامہ چہار دہم کو اپنے نمائندہ کے طور پر تبت کا حکمران رہنے دیا لیکن 1959ء میں اختلاف رائے اور ناکام بغاوت کے باعث وہ معزول کردیے گئے۔ جس کے بعد دلائی لامہ فرار ہوکر بھارت میں پناہ گزین ہوئے۔ چین کی اشتراکی حکومت کے مقرر کردہ حکمران پنچن لامہ (جو دلائی لامہ کے بعد دوسری بڑی شخصیت ہوتا ہے) کے خلاف پُرامن تحریک کی سربراہی پر 1989ء میں دلائی لامہ چہار دہم کو ''امن'' کے نوبیل انعام سے نوازا گیا۔ دلائی لامہ چہار دہم بقید حیات ہیں اور بھارت میں مقیم ہیں۔

اعزاز

☆ مکرمہ صدف بشارت صاحبہ نے آزاد کشمیر یونیورسٹی (پاکستان) کے B.Sc کے امتحان میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆ مکرم میر نصر احمد صاحب نے گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور سے گریجوایشن کرتے ہوئے طلبہ میں اوّل پوزیشن لے کر وزیراعظم پاکستان سے دو طلائی تمغے اور رول آف آنر حاصل کیا ہے۔

☆ مکرمہ ریحانہ احمد رمشہ صاحبہ نے مدرسۃالحفظ برائے طالبات میں گیارہ ماہ چودہ روز کی ریکارڈ مدت میں قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

☆ مکرمہ رفیعہ نور صاحبہ نے مردان بورڈ کے انٹرمیڈیٹ کے سالانہ امتحان میں جنرل سائنس گروپ میں اوّل پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆ مکرمہ فائزہ بشریٰ صاحبہ نے مردان بورڈ کے انٹرمیڈیٹ کے سالانہ امتحان میں جنرل سائنس گروپ میں دوم پوزیشن حاصل کی ہے۔

محترمہ شوکت رحیم صاحبہ

ماہنامہ ''مصباح'' نومبر ۲۰۰۳ء میں مکرمہ لبنیٰ سعید صاحبہ اپنی والدہ محترمہ شوکت رحیم صاحبہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ آپ کی ساری زندگی انتھک محنت اور غموں کا مقابلہ کرتے ہوئے گزری۔ بہت چھوٹی عمر میں والدہ کا انتقال ہوگیا۔ حضرت اماں جانؓ اور حضرت چھوٹی آپا کے زیرسایہ تربیت پائی۔ بڑی ہوکر شادی ہوئی تو مالی حالات اچھے نہ تھے۔ اولاد جوان ہوئی تو بڑا بیٹا نوجوانی میں وفات پاگیا جبکہ چھوٹا بیٹا ساہیوال کیس میں اسیر راہ مولا بن گیا۔ اُس بیٹے کی جیل میں دس سال آپ نے بڑی دلجمعی سے خدمت کی۔ سارا ہفتہ اُس کے لئے ضرورت کی چیزیں اکٹھی کرتیں اور ملاقات والے دن کھانا وغیرہ لے کر جاتیں اور اُس کو دے آتیں۔ سخت گرمیوں میں روزہ رکھ کر بھاری سامان اٹھاکر پیدل جیل تک جاتیں۔ یہ بیٹا قید سے باہر آیا تو کچھ ہی دیر بعد آپ کی ایک بیٹی بیوہ ہوگئی۔ آپ خود بیٹی کو حوصلہ دیتیں اور دعا کی طرف متوجہ کرتیں۔

آپ بہت پرہیزگار، تہجد گزار اور دعاگو تھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوابوں کے ذریعہ تسلّی دیتا رہتا تھا۔ دینی کاموں میں بہت شوق سے حصہ لیتیں۔ کچھ عرصہ نگران حلقہ بھی رہیں۔ دعوت الی اللہ کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیتیں۔ محلّہ کے بچوں اور بچیوں کو قرآن شریف پڑھاتیں اور خود بھی اکثر وقت تلاوت یا دینی نظمیں پڑھتے ہوئے گزارتیں۔ سلسلہ کی کتب و رسائل کا باقاعدہ مطالعہ کرتیں۔ چندہ کے علاوہ اکثر صدقات دیتیں۔

۹؍مئی ۲۰۰۱ء کو نامعلوم افراد رات کے وقت ساہیوال میں آپ کے گھر میں داخل ہوئے اور دونوں میاں بیوی کو قتل کردیا۔

ماہنامہ ''مصباح'' ربوہ نومبر ۲۰۰۳ء میں شامل اشاعت مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

اِک مختصر حیات تھی کردی تھی ایک دن
اے شہرِ بے مثال ترے بام و در کے نام
دستِ دعا میں لرزہ تھا دشتِ طلب دراز
یہ بوجھ کردیا ہے کسی معتبر کے نام
منت کے دو ہی لفظ لکھے خونِ دل کے ساتھ
اک نامہ بر کے نام ہے اک چارہ گر کے نام

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 11 | Friday July 16, 2004 | Issue No. 29

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ کینیڈا کی بعض جھلکیاں

جلسہ سالانہ کے انتظامات کا افتتاح، دفتر ''الخدمت'' اور ''بیت مریم'' کا دورہ، خلیفۂ وقت سے عشق و فدائیت کے نظارے۔

کینیڈا اور امریکہ کے دور دراز علاقوں سے آنے والے ہزاروں احباب جماعت نے اپنے محبوب امام سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر ایڈیشنل وکیل التبشیر)

۲۷/جون ۲۰۰۴ء بروز اتوار:

صبح پونے پانچ بجے حضور انور نے مسجد بیت الاسلام ٹورانٹو تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔

صبح دس بجے حضور انور دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی۔ اس کے بعد فیملی ملاقاتیں ہوئیں جو دوپہر 1:30 بجے تک جاری رہیں۔

کینیڈا کی 13 جماعتوں مانٹریال، مسی ساگا، مارکھم، ویسٹن نارتھ، نارتھ یارک، ویسٹن ساؤتھ، کیلگری، سسکاٹون، پیس ویلج، ریجائنا، سکاربرو، وینکوور، اور وان کے 47 خاندانوں کے 311 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

ایک بج کر 40 منٹ پر حضور انور نے مسجد بیت الاسلام تشریف لاکر نماز ظہر و عصر پڑھائیں۔ اس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

سہ پہر پانچ بجے حضور انور دفتر تشریف لائے اور فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں جو رات ساڑھے آٹھ بجے تک جاری رہیں۔

ان ملاقات کرنے والوں میں کینیڈا کی 12 جماعتوں ونڈسر، پیس ویلج، کیلگری، مانٹریال، وینکوور، بریمپٹن، مارکھم، وان، مسی ساگا، نیو مارکیٹ، نووا سکوشیا اور لائیڈ منسٹر۔

اسی طرح امریکہ کی آٹھ جماعتوں نیو یارک، اوہائیو (Ohio)، نیو جرسی، ٹیکساس، ورجینیا، کیلیفورنیا، میری لینڈ اور آسٹن ٹیکساس۔

علاوہ ازیں سری لنکا اور پاکستان سے آنے والے احباب و فیملیز بھی شامل تھیں۔ اس طرح ان سب جماعتوں کے 51 خاندانوں کے 335 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا۔

کینیڈا کی جماعتوں کیلگری اور وینکوور سے آنے والی فیملیز 3500 میل کا سفر کرکے ٹورانٹو ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔ اسی طرح امریکہ کی آٹھ جماعتوں سے آنے والی فیملیز بھی 500 سے 3000 میل کا سفر طے کرکے حضور انور سے ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔

معائنہ لنگر خانہ

ملاقاتوں کے بعد رات پونے نو بجے حضور انور ایدہ اللہ لنگر خانہ کے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور انور نے تمام کارکنان کو شرف مصافحہ بخشا۔ حضور انور نے لنگر خانہ کا تفصیلی معائنہ فرمایا اور مختلف امور کے بارہ میں دریافت فرماتے رہے۔ بڑے سائز کے کنٹینرز میں مختلف اشیاء، اجناس وغیرہ سٹور کی گئی تھیں۔ حضور انور ایک کنٹینر کے اندر تشریف لے گئے اور معائنہ فرمایا۔ جہاں کھانا پک رہا تھا وہاں معائنہ کے دوران حضور انور نے دریافت فرمایا کہ کیا پکا ہے۔ منتظمین نے دیگچوں سے ڈھکن اٹھا کر بتایا کہ چکن کا سالن اور سادہ چاول پکائے ہیں۔ اور ساتھ نان (روٹی) بھی مہیا ہوگی۔ حضور انور نے چاول چکھے اور سالن کے بارہ میں دریافت فرمایا کہ ایک دیگچہ (دیگ) کتنے افراد کے لئے کافی ہے۔ اس پر منتظمین نے بتایا کہ ڈیڑھ سے دو صد افراد کے لئے کافی ہے۔ معائنہ کے بعد حضور انور کے ساتھ کارکنان نے تصاویر بھی بنوائیں۔

لنگر خانہ کا انتظام ایک کھلی جگہ پر جہاں احمدیہ پیس ویلج کے مکانات ختم ہوتے ہیں کیا گیا تھا۔ حضور انور جب لنگر خانہ جانے کے لئے احمدیہ ایوینیو سے گزرے تو سڑک کے دونوں اطراف اپنے اپنے گھروں سے باہر فیملیاں کھڑی تھیں۔ کوئی باہر سڑک پر تھیں تو کوئی اپنے گھر کی بالکونی میں کھڑی تھیں اور ہاتھ ہلا ہلا کر حضور انور کو السلام علیکم کہہ رہی تھیں، تصویریں بھی کھینچ رہی تھیں اور ویڈیو بھی بنا رہی تھیں۔ لنگر خانہ کی طرف جاتے ہوئے بھی اور واپس آتے ہوئے بھی یہ منظر بہت قابل دید تھا۔

افتتاح انتظامات جلسہ

لنگر خانہ کے معائنہ کے بعد حضور انور مسجد بیت الاسلام تشریف لائے اور جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کی افتتاح کی تقریب شروع ہوئی۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے کارکنان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: جیسا کہ آپ سب کو پتہ ہے جماعت احمدیہ کے جلسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا کے ہر ملک میں ہو رہے ہیں یہ تربیتی اور روحانی جلسے ہیں۔ ان میں جو مہمان آتے ہیں وہ بھی اس وجہ سے آتے ہیں کہ اپنی تربیت کا سامان پیدا کریں اور روحانیت کا معیار بلند کریں۔ کچھ سیکھیں اور پھر اس کو اپنی زندگیوں میں لاگو کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ آنے والے مہمان صرف اس غرض سے آتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کا جو نظام جاری فرمایا ہے اور جلسہ کا یہ نظام جو ساری دنیا میں رائج ہے اس سے استفادہ کریں اور اپنا تربیتی اور روحانی معیار بلند کریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ایسے مہمانوں کی خدمت کرنے کا بھی بہت بڑا اعزاز ہے اس لئے پوری سوچ کے ساتھ، اپنی پوری استعدادوں کے ساتھ مہمانوں کی خدمت کرنے کے لئے تیار رہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کا اجر دے گا۔ حضور انور نے فرمایا جس خدمت کے لئے آپ اس لئے تیار ہیں کہ خدا تعالیٰ اس کا اجر دے تو فرض شناسی سے بالکل بے نفس ہو کر خالصۃً للہ خدمت سرانجام دی جائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جلسہ کے دو اہم شعبے ہیں۔ ایک مہمان نوازی کے انتظامات کا شعبہ ہے اس کے آگے کئی شعبے ہیں اور دوسرا جلسہ گاہ کے انتظامات کا شعبہ بہت اہم شعبہ ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ مہمان نوازی کا شعبہ بھی بہت اہم شعبہ ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے لنگر خانہ جاری فرمایا اور ایک لمبا عرصہ اس کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا۔ اس سے ہم میں سے ہر ایک کو اندازہ ہو جانا چاہئے کہ کتنا اہم شعبہ ہے۔ پھر جب جماعت پھیلی اور تعداد بڑھی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نگران مقرر فرما دیئے۔ پس یہ اہم شعبہ ہے مہمان نوازی کا۔ مہمان نوازی میں پہلے لنگر خانہ کا انتظام ہے۔ لنگر خانہ کا انتظام صحیح ہو، اندازہ کے مطابق کھانے تیار کئے جا رہے ہوں تو باقی انتظامات میں بھی Smooth Runnig ہوتی ہے۔ اگر کھانے کا انتظام درست نہ ہو پھر دوسرے انتظامات میں بھی خلل ہوتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا لنگر خانہ والے جائزہ لیں کہ گزشتہ کل کتنا کھانا پکایا تھا، کتنے مہمان تھے، کھانا کم تو نہیں ہوا۔ اس حساب سے دیکھیں کہ کتنے مہمان مزید آئیں گے اور ان کے لئے کتنا کھانا پکانا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اندازہ اس طرح نہ ہو کہ کھانا ضائع ہو۔ اتنا زیادہ نہ ہو کہ کھانا بچ جائے اور ضائع ہو جائے۔ فرمایا۔ اتنا کھانا ہو کہ ہر ایک کو ملے۔

حضور انور نے فرمایا کہ شعبہ لنگر خانہ، مہمان نوازی، کھانا پکائی ان کو خاص محنت سے اور اندازوں کی درستگی کے ساتھ خدمت سرانجام دینی چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا۔ امکان ہے کہ رش بڑھ جائے اس امکان کے پیش نظر ضروری نہیں کہ کھانا زیادہ پکا لیں بلکہ ضروری بات یہ ہے کہ پورے سامان تیار رکھیں اور ضرورت پڑنے پر فوراً زیادہ پک جائے۔

حضور انور نے ڈیوٹی دینے والے کارکنان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ کھانا کھلانے کا شعبہ ہے۔ والنٹیئرز کی معین تعداد ہوتی ہے۔ ڈیوٹی دے کر تھک جاتے ہیں اور تھک کر چڑ چڑا پن پیدا ہو جاتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ نے کسی مہمان سے بھی بدکلامی سے، سختی سے پیش نہیں آنا، اگر کوئی مہمان کھانا لے کر جاتا ہے اور پھر دوبارہ آتا ہے تو کارکنان غصے کا اظہار کرتے ہیں۔ فرمایا: کھانا اگر مہیا ہے تو دوبارہ دے دیں اور اگر مہیا نہیں تو عاجزی سے کہہ کے ساتھ معذرت کر دیں۔

فرمایا: ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کر رہے ہیں یہ بڑے ثواب کا کام ہے۔ آپ نے اس کا اجر خدا سے لینا ہے۔

فرمایا: پھر استقبال کا شعبہ ہے۔ یہاں بھی بعض

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔